Over 200K Followers

19 TO 25 JANUARY, 2026 | ۱۹ تا ۲۵ جنوری ۲۰۲۶

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم
ایڈیٹر: نشید آفاقی

PAKISTAN WATCH

ای چالان سسٹم فیل

بلاول بھٹو زرداری سے کراچی والوں کے سوال

اندرونِ سندھ اور دیگر شہروں کی نمبر پلیٹوں والی گاڑیوں کے ای چالان آخر کس کھاتے میں جاتے ہیں؟ کیا یہ رقم سرکاری خزانے میں جمع ہوتی ہے؟

سرکاری نمبر پلیٹ والی گاڑیوں کے ای چالان اگر ہوتے ہیں تو کہاں جمع ہوتے ہیں؟ یا یہ قانون سے بالاتر ہیں؟

شہریوں کو تھیلوں میں بھر بھر کر چالان دیے جاتے ہیں، مگر ہوٹر لگانے والے، کالے شیشوں والی گاڑیاں اور پروٹوکول کلچر کیوں آزاد ہیں؟

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

ای چالان سسٹم کے فیل ہونے پر بلاول بھٹو زرداری سے کراچی والوں کے سوال

پاکستان واچ رپورٹ

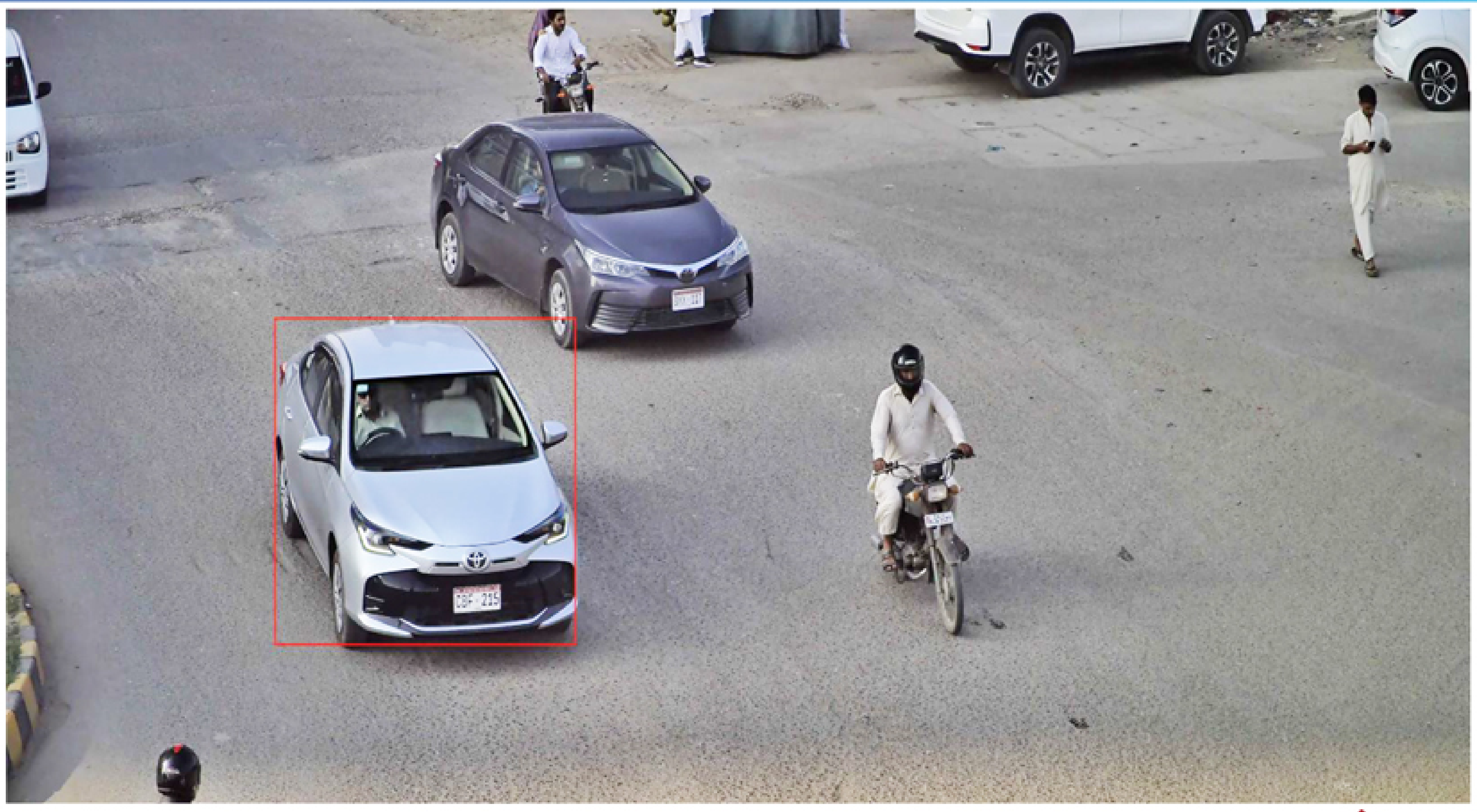

ریاست کی رِٹ یا شہریوں کی آزمائش؟

پاکستان میں عام شہری آج خود کو ایک ایسے دائرے میں گھرا ہوا محسوس کرتا ہے جہاں قانون کی موجودگی تو ہر جگہ دکھائی دیتی ہے، مگر انصاف کی جھلک کم کم نظر آتی ہے۔ خاص طور پر شہری مراکز میں، ٹریفک قوانین، ٹیکس نظام اور انتظامی رکاوٹیں ایک عام آدمی کی روزمرہ زندگی کو مشکل بنائے ہوئے ہیں۔ ایسے میں بلاول بھٹو زرداری جیسے قومی سطح کے رہنما سے عوام کے سوالات محض شکایات نہیں بلکہ ایک اجتماعی پکار ہیں کہ ریاست اپنی ترجیحات واضح کرے۔

تنخواہ دار اور کاروباری طبقے پر ہی بوجھ کیوں؟

☆ اندرونِ سندھ اور دیگر شہروں کی نمبر پلیٹوں والی گاڑیوں کے ای چالان آخر کس کھاتے میں جاتے ہیں؟ کیا یہ رقم سرکاری خزانے میں جمع ہوتی ہے؟

☆ سرکاری نمبر پلیٹ والی گاڑیوں کے ای چالان اگر ہوتے ہیں تو کہاں جمع ہوتے ہیں؟ یا یہ قانون سے بالاتر ہیں؟

☆ کیا وجہ ہے کہ تنخواہ دار طبقہ اور چھوٹا کاروباری باقاعدہ ٹیکس دیتا ہے، مگر پھر بھی اسے چوکیاں، کاغذی کارروائیاں اور تذلیل جھیلنا پڑتی ہے؟

☆ اگر حقیقت یہ ہے کہ صرف دس فیصد شہری قانون کی پاسداری کر رہے ہیں، تو باقی نوے فیصد کے خلاف ریاست کی رِٹ کہاں ہے؟

☆ رکشے اور چنچی بغیر لائسنس، بغیر فٹنس، بغیر نمبر پلیٹ آزاد کیوں ہیں؟ کیا ان پر قانون لاگو نہیں ہوتا؟

☆ شہریوں کو تھیلوں میں بھر بھر کر چالان دیے جاتے ہیں، مگر ہوٹر لگانے والے، کالے شیشوں والی گاڑیاں اور پروٹوکول کلچر کیوں آزاد ہیں؟

☆ کیا قانون صرف عام شہری کے لیے ہے اور طاقتور کے لیے نہیں؟ ☆ اسلحے کی کھلے عام نمائش کرنے والوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں لگتا ہے کراچی کوئی شہر نہیں بلکہ علاقہ غیر ہے

☆ اگر شہریوں پر اتنی سختی ہے تو کیا حکومت ٹریفک، ٹرانسپورٹ اور پولیس اصلاحات کا کوئی قابلِ عمل منصوبہ رکھتی ہے؟

☆ آخر عام آدمی کس سے سوال کرے جب قانون بھی طاقتور کے ساتھ کھڑا نظر آئے؟

تنخواہ دار طبقہ اور چھوٹا کاروباری طبقہ ملک کی معیشت کا وہ ستون ہے جو باقاعدگی سے انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس اور دیگر بالواسطہ ٹیکس ادا کرتا ہے۔ مگر اس کے باوجود یہی طبقہ چوکیاں، چالان، فائلوں اور دفتری چکروں میں سب سے زیادہ رُلتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو طبقہ پہلے ہی نظام کو سہارا دے رہا ہے، اسے مزید کیوں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے؟ کیا ٹیکس دینا جرم بن چکا ہے؟

چوکیاں اور تذلیل: قانون کا نفاذ یا طاقت کا مظاہرہ؟

شہروں کے داخلی و خارجی راستوں پر قائم چوکیاں شہریوں کے لیے سہولت کے بجائے اذیت بن چکی ہیں۔ بار بار روکا جانا، کاغذات کی جانچ کے نام پر بدتمیزی اور غیر ضروری تاخیر عام ہے۔ اگر مقصد سکیورٹی ہے تو اس کا معیار سب کے لیے یکساں کیوں نہیں؟ اور اگر مقصد محض وصولی ہے تو اس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟

اندرونِ سندھ و دیگر شہروں کی نمبر پلیٹیں: چالان کہاں جاتے ہیں؟

ایک بڑا سوال یہ ہے کہ اندرونِ سندھ یا ملک کے دیگر شہروں کی نمبر پلیٹوں والی گاڑیوں کے چالان آخر کس کھاتے میں جمع ہوتے ہیں؟ شہریوں کو شفافیت نظر نہیں آتی۔ اگر یہ رقوم سرکاری خزانے میں جمع ہوتی ہیں تو اس کی عوامی رپورٹ کیوں نہیں؟ اور اگر نہیں، تو ذمہ دار کون ہے؟

سرکاری نمبر پلیٹ: قانون سے بالاتر یا با اختیار؟

سرکاری نمبر پلیٹ والی گاڑیاں اکثر قوانین کی خلاف ورزی کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان کے چالان ہوتے بھی ہیں یا نہیں؟ اگر ہوتے ہیں تو کہاں جمع ہوتے ہیں؟ اور اگر نہیں ہوتے تو کیا سرکاری عہدہ قانون سے بالاتر ہونے کا لائسنس ہے؟ ریاست کی ساکھ اسی سوال کے جواب میں مضمر ہے۔

صرف دس فیصد قانون پر عمل کیوں؟

عام تاثر یہ ہے کہ صرف دس فیصد شہری قانون کی پاسداری کر رہے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو باقی نوے فیصد کے لیے قانون کہاں ہے؟ کیا قانون پر عمل درآمد شہری کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے؟ ریاست کا بنیادی فریضہ یکساں نفاذِ قانون ہے، ورنہ معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

رکشے اور چنچی: مکمل آزادی، مکمل بے قاعدگی

بغیر لائسنس، بغیر فٹنس اور بغیر نمبر پلیٹ رکشے اور چنچی سڑکوں پر آزادانہ چلتی ہیں۔ حادثات، ٹریفک جام اور آلودگی میں ان کا حصہ سب کے سامنے ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان پر قانون لاگو نہیں ہوتا؟ یا یہ طبقہ محض اس لیے نظر انداز ہے کہ اس سے باقاعدہ وصولی مشکل ہے؟

کراچی کے شہری: تھیلوں میں بھرے چالان

کراچی کے شہریوں کو آئے دن بھاری چالانوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ معمولی غلطی پر جرمانے، گاڑیوں کی ضبطی اور طویل قانونی کارروائیاں عام ہیں۔ دوسری طرف ہوٹر لگانے والی گاڑیاں، کالے شیشے اور غیر قانونی پروٹوکول بے روک ٹوک جاری ہے۔ یہ دوہرا معیار شہریوں کے اعتماد کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے۔

پروٹوکول کلچر: قانون کس کے لیے؟

ہوٹر، اسکارٹ اور وی آئی پی رویہ اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ طاقتور کے لیے قانون نرم اور عام شہری کے لیے سخت ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا آئین سب کو برابر نہیں کہتا؟ اگر کہتا ہے تو یہ امتیاز کیوں؟

کراچی یا علاقہ غیر

اسلحے کی کھلے عام نمائش کرنے والوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں لگتا ہے کراچی کوئی شہر نہیں بلکہ علاقہ غیر ہے کہیں سختی، کہیں نرمی۔ یہ صورتحال ریاستی رِٹ کے لیے خطرناک ہے۔ قانون اگر ہر جگہ یکساں نہ ہو تو شہریوں میں بغاوت نہیں تو بددلی ضرور جنم لیتی ہے۔

اصلاحات کا سوال: محض وعدے یا عملی منصوبہ؟

عوام جاننا چاہتے ہیں کہ کیا حکومت کے پاس ٹریفک، ٹرانسپورٹ اور پولیس اصلاحات کا کوئی واضح اور قابلِ عمل منصوبہ ہے؟ یا ہر مسئلہ کی طرح یہ بھی محض تقاریر اور وعدوں کی نذر ہو جائے گا؟ اصلاحات کے بغیر نفاذِ قانون محض دباؤ بن کر رہ جاتا ہے۔

عام آدمی کس سے سوال کرے؟

جب قانون طاقتور کے ساتھ کھڑا نظر آئے تو عام آدمی کے پاس سوال کرنے کے لیے کون سا دروازہ رہ جاتا ہے؟ عدالتیں مہنگی، دفاتر سست اور نمائندے خاموش یہ خلا خطرناک ہے۔ جمہوریت میں سوال کرنا حق ہے، اور اسی حق کے تحت یہ سوالات بلاول بھٹو زرداری سمیت تمام قیادت کے سامنے رکھے گئے ہیں

یہ مضمون الزام نہیں بلکہ احتساب کا مطالبہ ہے۔ عوام قانون سے بھاگنا نہیں چاہتے، وہ صرف برابری چاہتے ہیں۔ اگر بلاول بھٹو ان سوالات کا سنجیدگی سے جواب دیں اور یکساں نفاذِ قانون یقینی بنائیں تو اعتماد بحال ہو سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر، یہ خلیج مزید گہری ہوتی جائے گی اور اس کا نقصان صرف عوام نہیں، ریاست کو بھی ہوگا۔

19 TO 25 JANUARY, 2026 ☆☆☆ ۱۹تا۲۵جنوری ۲۰۲۶

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاق

PAKISTAN WATCH

https://www.facebook.com/ pakistanwatch.news

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاق
● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،
● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان
● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

فرمانِ الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے
یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر اللہ کو) نہیں ہرا سکتے اور نہ اللہ کے سوا کوئی ان کا حمایتی ہے۔ (اے پیغمبرؐ) ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ یہ (شد) ید کفر سے تمہاری (بات) نہیں سکتے تھے اور نہ (تم کو) دیکھ سکتے تھے۔
سورۃ ہود 11 – آیت نمبر 20

مجھے ہے حکم اذاں.................!

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کی جانب سے عدالت میں جمع کرائی گئی رپورٹ ایک ایسے ڈیجیٹل منظرنامے کی نشاندہی کرتی ہے جو بظاہر بے ہنگم، غیر اخلاقی اور قانون سے ماورا دکھائی دیتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ملک بھر میں ایک کروڑ سے زائد نہیں بلکہ 14 لاکھ سے زائد ویب لنکس اور یو آر ایل بلاک کیے گئے، جن میں بیہودگی اور اخلاقیات کے خلاف مواد سرِفہرست رہا۔ اعداد و شمار اپنی جگہ چونکا دینے والے ہیں، مگر اصل سوال یہ ہے کہ کیا یہ کریک ڈاؤن محض ڈیجیٹل صفائی ہے یا اس کی آڑ میں اظہارِ رائے کی حدود مزید تنگ کی جا رہی ہیں؟ پی ٹی اے کے مطابق فیس بک، انسٹاگرام، ٹک ٹاک، یوٹیوب اور ایکس جیسے عالمی پلیٹ فارمز پر غیر قانونی مواد کے خلاف بڑے پیمانے پر کارروائی کی گئی۔ خاص طور پر ٹک ٹاک پر 94 فیصد بلاکنگ ریٹ اس بات کی علامت ہے کہ مختصر ویڈیوز کا یہ پلیٹ فارم ریاستی اداروں کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی ٹک ٹاک سب سے بڑا مسئلہ ہے، یا یہ سب سے آسان ہدف؟ رپورٹ میں بیہودگی، مذہب مخالف مواد، ریاست اور دفاعِ پاکستان کے خلاف مواد، فرقہ واریت اور نفرت انگیزی کو بلاکنگ کی بڑی وجوہات قرار دیا گیا ہے۔ بلاشبہ ان میں سے کئی زمروں پر کوئی دو رائے نہیں ہو سکتیں، لیکن ہتکِ عزت اور جعلی شناخت جیسے سنجیدہ مسائل پر کم بلاکنگ ریٹ خود نظامِ نگرانی پر سوالیہ نشان ہے۔ اگر کسی کی ساکھ تباہ کی جا رہی ہو یا جعلی شناخت کے ذریعے فراڈ کیا جا رہا ہو تو کیا یہ سماجی طور پر کم نقصان دہ ہے؟ ایک اور اہم پہلو شفافیت کا ہے۔ عوام کو یہ جاننے کا حق ہے کہ بلاک کیے گئے مواد کی تعریف کس نے کی، معیار کیا تھا، اور اپیل یا نظرِ ثانی کا طریقہ کار کتنا مؤثر ہے۔ محض بڑے اعداد و شمار پیش کر دینا کافی نہیں، جب تک یہ یقین نہ دلایا جائے کہ یہ کارروائیاں آئین کے تحت دی گئی آزادیِ اظہار سے متصادم نہیں۔ ڈیجیٹل دنیا میں اخلاقیات کا تحفظ ریاست کی ذمہ داری ہے، مگر اس سے بھی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ قانون کی آڑ میں اختلافی آوازوں، تنقید اور سوال اٹھانے کے حق کو خاموش نہ کیا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پی ٹی اے کریک ڈاؤن کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل آگاہی، شفاف پالیسی اور آزاد نگرانی کو بھی یقینی بنائے تاکہ صفائی اور سنسرشپ کے درمیان لکیر واضح رہے۔ کیونکہ اگر یہ لکیر مٹ گئی، تو نقصان صرف ڈیجیٹل مواد کا نہیں، جمہوری اقدار کا ہوگا۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر

Top Stories — ٹاپ اسٹوریز

PAGE 04

پاکستان کے کھربوں ڈالر مالیت کے غیر استعمال شدہ معدنی وسائل

PAGE 07

گیس سیکٹر کے گردشی قرضے پر قابو پانے کے لیے حکومتی اقدامات گیس نرخ برقرار

PAGE 05

پاکستان کے پاس دنیا کی تیسری سب سے بڑی فری لانسر فورس موجود ہے، وفاقی وزیر خزانہ

PAGE 08

وزیر اعلیٰ سندھ نے ریلوے منصوبوں کیلئے 6.6 ارب دینے کی منظوری دیدی

PAGE 06

پاکستان میں 5 جی انقلاب کی جانب اہم قدم 600 میگا ہرٹز اسپیکٹرم کی نیلامی

PAGE 09

وزیر اعظم کا بلوچستان کو درپیش سیکیورٹی، معاشی اور ترقیاتی چیلنجز سے نمٹنے کیلئے مل کر کام کرنے کا عزم

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

خصوصی رپورٹ

پاکستان کے کھربوں ڈالر مالیت کے غیر استعمال شدہ معدنی وسائل

پاکستان ایک ایسے دوراہے پر کھڑا ہے جہاں قدرتی وسائل، درست پالیسی سازی اور عالمی شراکت داری مل کر ملک کی معاشی سمت بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ دی نیشنل انٹرسٹ میں شائع ہونے والے ایک تفصیلی مضمون کے مطابق پاکستان کے پاس کھربوں ڈالر مالیت کے غیر استعمال شدہ معدنی وسائل موجود ہیں، جو اگر مؤثر حکمتِ عملی کے تحت بروئے کار لائے جائیں تو ملک کو پائیدار معاشی ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکتا ہے۔ حکومتِ پاکستان اسی وژن کے تحت معدنی شعبے میں اصلاحات، شفافیت اور بین الاقوامی معیار سے ہم آہنگ پالیسیوں پر کام کر رہی ہے۔

پاکستان کا معدنی شعبہ طویل عرصے تک عدم توجہی، کم سرمایہ کاری اور تکنیکی خامیوں کا شکار رہا۔ نتیجتاً بے پناہ وسائل کے باوجود یہ شعبہ قومی معیشت میں خاطر خواہ کردار ادا نہ کر سکا۔ تاہم حالیہ برسوں میں حکومت نے اس صورتحال کو بدلنے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ نئی مائننگ پالیسیوں کا مقصد سرمایہ کار دوست ماحول پیدا کرنا، ریگولیٹری رکاوٹیں کم کرنا اور عالمی سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بحال کرنا ہے۔ *دی نیشنل انٹرسٹ* کے مطابق پاکستان اپنی مائننگ پالیسیوں کو عالمی معیار سے ہم آہنگ کر کے ایک جدید اور شفاف معدنی معیشت کی بنیاد رکھ رہا ہے۔

اس حکمتِ عملی کا ایک نمایاں ستون شفافیت اور بین الاقوامی شراکت داری ہے۔ حکومت اس امر پر زور دے رہی ہے کہ بڑے معدنی منصوبوں میں عالمی کمپنیوں کو شراکت دار بنایا جائے تاکہ جدید ٹیکنالوجی، سرمایہ اور انتظامی مہارت پاکستان منتقل ہو سکے۔ اس سے نہ صرف معدنی پیداوار میں اضافہ ہوگا بلکہ مقامی افرادی قوت کو بھی تربیت اور روزگار کے بہتر مواقع میسر آئیں گے۔ پاکستان خود کو عالمی معدنی منڈی میں ایک ذمہ دار اور قابلِ اعتماد شراکت دار کے طور پر پیش کر رہا ہے، جو ماحولیاتی تحفظ، مقامی کمیونٹیز کی فلاح اور شفاف کاروباری اصولوں کا خیال رکھتا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی پاکستان منرلز انویسٹمنٹ فورم 2026 (PMIF26) ہے، جو اپریل 2026 میں منعقد ہونے جا رہا ہے۔ دی نیشنل انٹرسٹ کے مطابق اس فورم کا مقصد پاکستان کو سرمایہ کاری کے لیے تیار ایک جدید مائننگ معیشت کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ فورم میں عالمی سرمایہ کاروں، معدنی کمپنیوں، پالیسی سازوں اور ماہرین کو مدعو کیا جائے گا تاکہ پاکستان کے معدنی امکانات، پالیسی اصلاحات اور سرمایہ کاری کے مواقع کو اجاگر کیا جا سکے۔ یہ فورم پاکستان کے معدنی شعبے کے لیے ایک گیم چینجر ثابت ہو سکتا ہے۔

پاکستان کے معدنی وسائل میں سب سے نمایاں مثال ریکوڈک منصوبہ ہے، جو دنیا کے بڑے کاپر اور گولڈ منصوبوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس منصوبے میں تقریباً 5.9 ارب ٹن معدنی ذخائر موجود ہیں، جو اربوں ڈالر کی آمدن اور ہزاروں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ریکوڈک نہ صرف پاکستان کے لیے براہِ راست زرمبادلہ کا ذریعہ بن سکتا ہے بلکہ اس کے گرد معاون صنعتوں، انفراسٹرکچر اور علاقائی ترقی کے نئے دروازے بھی کھل سکتے ہیں۔ *دی نیشنل انٹرسٹ کے مطابق ریکوڈک جیسے منصوبے پاکستان کی معدنی پالیسیوں کی سنجیدگی اور طویل المدتی وژن کی عکاسی کرتے ہیں۔

معدنی وسائل کے ساتھ ساتھ پاکستان قیمتی پتھروں کے شعبے میں بھی بے پناہ امکانات رکھتا ہے۔ ملک کے شمالی علاقوں اور بلوچستان میں زمرد، یاقوت، نیلم اور دیگر قیمتی پتھروں کے بڑے ذخائر موجود ہیں، جن کی مجموعی مالیت تقریباً 450 ارب ڈالر بتائی جاتی ہے۔ اس کے باوجود حیران کن طور پر پاکستان کی قیمتی پتھروں کی سالانہ برآمدات محض 5.8 ملین ڈالر ہیں، جو اس شعبے میں موجود بڑے پوٹینشل کی واضح نشاندہی کرتی ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے حکومت نے پہلی مرتبہ قومی جیم اسٹون پالیسی متعارف کرائی ہے۔

دی نیشنل انٹرسٹ کے مطابق جیم اسٹون پالیسی کے تحت جدید سرٹیفکیشن، ویلیو ایڈیشن، کٹنگ اور پالشنگ، اور نوجوانوں کی کاروباری شمولیت پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ اس پالیسی کا مقصد خام پتھروں کی برآمد کے بجائے ویلیو ایڈڈ مصنوعات تیار کرنا ہے تاکہ برآمدی آمدن میں نمایاں اضافہ ہو۔ حکومت نے اگلے پانچ سال میں جیم اسٹون برآمدات کو 1 بلین ڈالر تک بڑھانے کا ہدف مقرر کیا ہے، جو درست نفاذ کی صورت میں نہ صرف ممکن بلکہ حقیقت بن سکتا ہے۔

مستقبل کی عالمی معیشت میں لیتھیم، کوبالٹ اور نایاب زمینی عناصر کی اہمیت تیزی سے بڑھ رہی ہے، کیونکہ یہ معدنیات الیکٹرک وہیکلز، قابلِ تجدید توانائی اور جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد ہیں۔ دی نیشنل انٹرسٹ کے مطابق پاکستان ان اہم معدنیات کے حوالے سے عالمی سپلائی چین کا حصہ بننے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر بروقت سرمایہ کاری اور تحقیق کی جائے تو پاکستان اس ابھرتی ہوئی مارکیٹ میں ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ معدنی اور جیم اسٹون سیکٹر میں اصلاحات اور سرمایہ کاری سے نہ صرف ٹیکنالوجی ٹرانسفر ممکن ہوگی بلکہ صنعتی ترقی کے نئے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔ اندازوں کے مطابق اس شعبے کی ترقی سے اگلے دس سال میں سالانہ 5 سے 7 بلین ڈالر تک جی ڈی پی میں اضافہ ممکن ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہزاروں براہِ راست اور بالواسطہ روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے، جو بالخصوص پسماندہ اور معدنی وسائل سے مالا مال علاقوں کی سماجی و معاشی حالت بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوں گے۔

آخر میں، *دی نیشنل انٹرسٹ* اس امر پر زور دیتا ہے کہ پاکستان کی کامیابی کا دارومدار صرف وسائل کی موجودگی پر نہیں بلکہ مؤثر حکمرانی، شفاف پالیسیوں اور مستقل مزاجی پر ہے۔ اگر حکومت اپنے اصلاحاتی ایجنڈے پر عمل درآمد یقینی بناتی ہے اور نجی و بین الاقوامی شراکت داری کو فروغ دیتی ہے تو پاکستان اپنے کھربوں ڈالر مالیت کے معدنی وسائل کو اسٹریٹجک معاشی ترقی کی مضبوط بنیاد بنا سکتا ہے۔ یہ نہ صرف ملکی معیشت کے لیے بلکہ خطے اور عالمی منڈی کے لیے بھی ایک مثبت اور پائیدار پیش رفت ثابت ہوگی۔

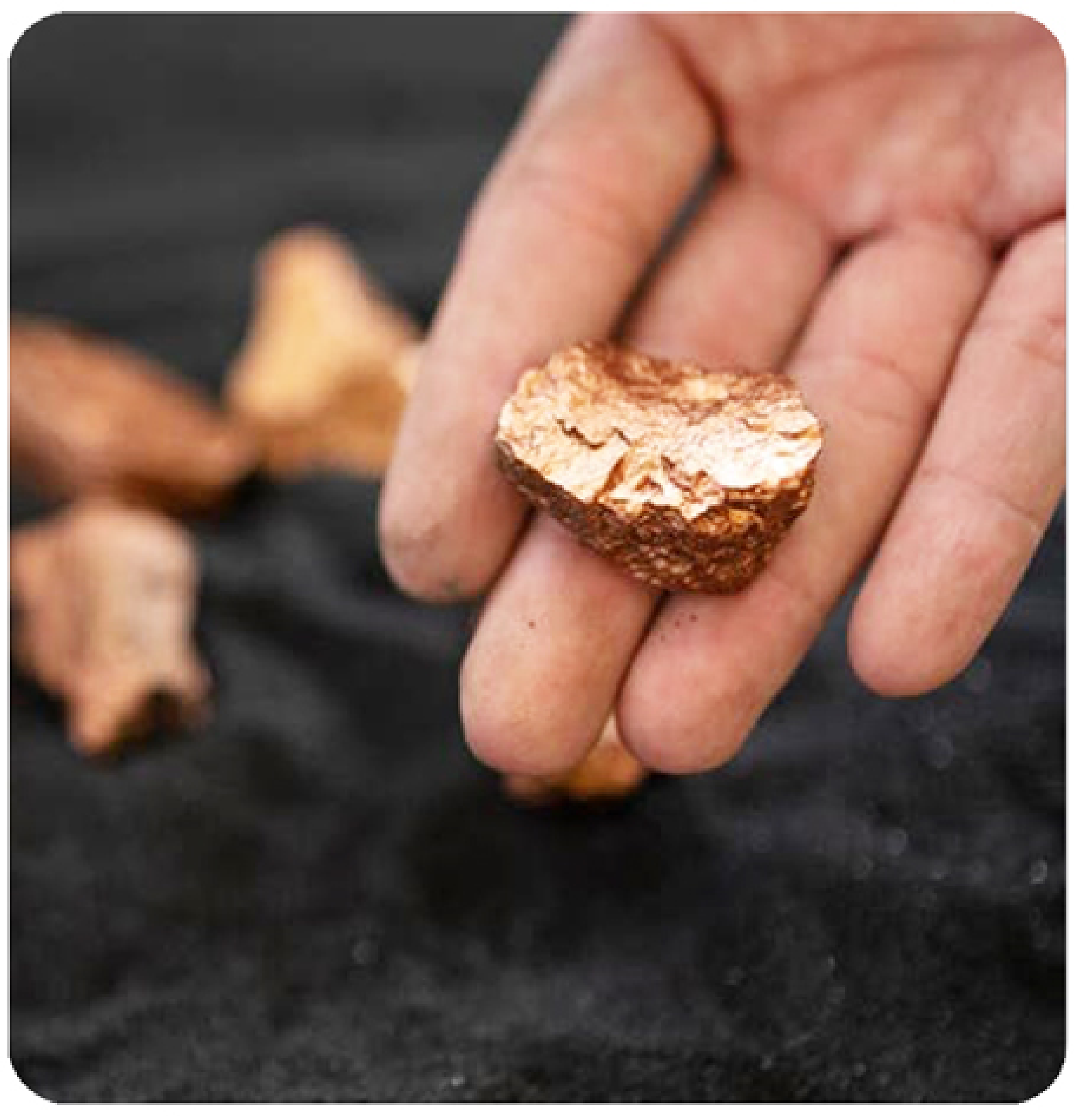

خصوصی رپورٹ

پاکستان کے پاس دنیا کی تیسری سب سے بڑی فری لانسر فورس موجود ہے، وفاقی وزیر خزانہ

وفاقی وزیر خزانہ محمد اورنگزیب نے کہا ہے کہ سود کی ادائیگی سب سے بڑا خرچہ ہے، سرکاری اداروں میں ایک ہزار ارب روپے سالانہ ضائع ہو رہے تھے۔ پاکستان پالیسی ڈائیلاگ سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر خزانہ محمد اورنگزیب نے کہا ہے کہ گزشتہ مالی سال ترسیلات زر 38 ارب ڈالر تھیں جب کہ رواں مالی سال کے دوران ترسیلات زر 41 ارب ڈالر سے تجاوز کر جائیں گی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈھانچہ جاتی اصلاحات اور ایف بی آر کی ٹرانسفارمیشن پر عمل جاری ہے۔ ٹیکس قوانین پر عملدرآمد کے لیے کمپلائنس اور انفورسمنٹ کے ذریعے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ توانائی کے شعبے میں اصلاحات کی جا رہی ہیں۔ وفاقی وزیر خزانہ کا کہنا تھا کہ پی آئی اے کی نجکاری میں مقامی سرمایہ کاروں نے بھی شرکت کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ 24 ادارے نجکاری کمیشن کے حوالے کیے جا چکے ہیں۔ سرکاری اداروں میں ہر سال تقریباً ایک ہزار ارب روپے ضائع ہو رہے تھے، اسی تناظر میں یوٹیلٹی اسٹورز، پی ڈبلیو ڈی اور پاسکو کو بند کیا گیا کیونکہ ان اداروں کو دی جانے والی سبسڈی میں کرپشن ہو رہی تھی۔ محمد اورنگزیب نے کہا کہ جتنی ڈیوٹیز بڑھائی جاتی ہیں وہ معیشت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں، اس لیے ڈیوٹیز کو معقول بنانا اور کاروباری لاگت کم کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے بتایا کہ قرضوں پر سود کی ادائیگی حکومت کا سب سے بڑا خرچہ ہے، تاہم گزشتہ سال قرضوں پر سود کی مد میں 850 ارب روپے کی بچت کی گئی جب کہ رواں مالی سال بھی اس مد میں اخراجات میں بچت کی جائے گی۔ وفاقی وزیر خزانہ نے اعلان کیا کہ حکومت آئندہ 2 ہفتوں میں پانڈا بانڈز لانچ کرے گی۔ ایک سروے کے مطابق 73 فیصد سرمایہ کار پاکستان میں سرمایہ کاری کے حق میں ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تجارتی خسارہ بڑھا ہے تاہم کرنٹ اکاؤنٹ ہدف کے اندر ہے۔ انہوں نے

مزید بتایا کہ موجودہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں بڑی صنعتوں کی کارکردگی مثبت رہی ہے۔ نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی بڑھ کر 1.1 ٹریلین روپے تک پہنچ چکی ہے۔ محمد اورنگزیب کے مطابق

پاکستان اسٹاک مارکیٹ میں ایک لاکھ 35 ہزار نئے سرمایہ

کار شامل ہوئے ہیں۔ گزشتہ 18 ماہ کے دوران اسٹاک مارکیٹ

کی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بیرونِ ملک مارکیٹ میں سرمایہ کاری جاری ہے۔ آئندہ ہفتوں میں پانڈا بانڈ کے بارے میں خبریں آئیں گی۔ اب چین کی مارکیٹ میں بھی سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔ کرنسی کی تبدیلی سے 2.5 فیصد فائدہ ہوگا۔ وزیر خزانہ نے بتایا کہ اصلاحات پر بین الاقوامی

ریٹنگ ایجنسیوں نے اعتماد ظاہر کیا ہے۔ آئی ایف سی نے 3.5 ارب ڈالر کی بڑی سرمایہ کاری مکمل کی ہے۔ وزیر خزانہ نے ریکوڈک منصوبے کے فوائد بتاتے ہوئے کہا کہ برآمدات 2028 میں شروع ہوں گی اور پہلے سال 2.8 ارب ڈالر کی برآمدات متوقع

ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ٹیلی نار کی ٹرانزیکشن میں آئی ایف سی نے 400 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کی۔ پاکستان میں سرمایہ کاری کا اعتماد بڑھ رہا ہے، سروے کے مطابق 73 فیصد سرمایہ کار پُرامید ہیں۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مشیر نجکاری محمد علی نے کہا کہ ماضی کی غلط معاشی حکمت عملی نے نجی سرمایہ کاری کو حوصلہ شکنی کی اور قرضوں میں اضافہ کیا۔ نجکاری کوئی نظریاتی منصوبہ نہیں بلکہ مارکیٹ کی خرابیوں کو درست کرنے کا طریقہ ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ مضبوط معیشت وہ ہے جہاں ادارے فعال ہوں۔ جدید معاشی ری سیٹ کے لیے مائنڈ سیٹ کی تبدیلی ضروری ہے۔ مصدق ملک نے خطاب

میں سرمایہ کاری میں 41 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ وفاقی وزیر خزانہ نے کہا کہ پاکستان کے پاس دنیا کی تیسری سب سے بڑی فری لانسر فورس موجود ہے۔ نوجوانوں کو سسٹم اور پلیٹ فارم فراہم

کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ 2047 تک 3 ٹریلین ڈالر کی معیشت بننے کے لیے آبادی پر قابو پانا ہوگا کیونکہ آبادی میں سالانہ 2.55 فیصد اضافے کے ساتھ ترقی ممکن نہیں ہے۔ وزیر خزانہ محمد اورنگزیب نے کہا ہے کہ قرضوں کی ادائیگی خود کم نہیں ہوئی بلکہ اس کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس سال قرضوں کی بہتر منصوبہ بندی سے قابلِ ذکر بچت کی گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بچت کو ملک کے اہم اور ترقیاتی کاموں میں استعمال کرنے کی کوشش

کرتے ہوئے کہا کہ خوشحالی کا واحد راستہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ اور ہر شہری کو یکساں مواقع فراہم کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں خوشحالی کا راستہ صرف طاقت اور اثر و رسوخ تک رسائی بن چکا ہے اور مخصوص طبقے کو سستی بجلی، گیس اور ٹیکس چھوٹ دی جاتی ہے۔ حکومت بڑے سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچانے کے بجائے چھوٹے کارخانوں اور نوجوانوں کو وسائل فراہم کرے۔ مصدق ملک کا کہنا تھا کہ خوشحالی کا سرچشمہ تعلیم، ہنر اور پیداواری صلاحیت ہے۔ معاشی نظام میں ٹیلنٹ اور قابلیت کے اصول پر لوگوں کو آگے بڑھنے کے مواقع ملنے چاہییں۔ انہوں نے بتایا کہ اگر معاشی پالیسیاں درست ہوتیں تو آج

پاکستان بنگلا دیش سے آگے ہوتا۔ معیشت میں 'بوم اینڈ بسٹ' سائیکل کی وجہ صرف امپورٹ اور کھپت پر انحصار ہے۔ اشرافیہ کو نوازنے والی پالیسی نے ملک کی پیداواری صلاحیت کو کمزور کر دیا ہے۔ وزیر منصوبہ بندی احسن اقبال کا تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہنا تھا کہ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہونے کے ساتھ دنیا میں جے ایف-17 طیارے بھی فروخت کر رہا ہے۔ ٹریکٹر سازی، آٹوموبائل اور انجینئرنگ سیکٹر میں بھی نمایاں ترقی ہوئی ہے، لیکن عالمی مقابلے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ 1980 میں چین کی فی کس آمدنی ہم سے کم تھی، آج وہ ہم سے آگے نکل چکا ہے جب کہ ویتنام کی ایکسپورٹ 408 ارب ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ پاکستان کی ایکسپورٹ اب بھی 40 ارب ڈالر کے لگ بھگ ہے۔ انہوں نے ملک میں یونیورسٹیوں اور شاہراہوں کے جال کو بڑی کامیابی قرار دیا اور کہا کہ عالمی مقابلے کے لیے مزید اقدامات کی ضرورت پر زور دیا۔

خصوصی رپورٹ

پاکستان میں 5.جی انقلاب کی جانب اہم قدم
600 میگاہرٹز اسپیکٹرم کی نیلامی

پاکستان کی ٹیلی کمیونیکیشن اور انٹرنیٹ انڈسٹری ایک نئے سنگ میل کی طرف بڑھ رہی ہے۔ وفاقی وزیر برائے آئی ٹی و ٹیلی کمیونیکیشن شزا فاطمہ خواجہ نے اعلان کیا ہے کہ ملک میں انٹرنیٹ کی رفتار کو بہتر بنانے اور 5.جی سروس متعارف کرانے کے لیے اگلے ماہ 600 میگا ہرٹز اسپیکٹرم کی نیلامی کی جائے گی۔ یہ قدم پاکستان کے ڈیجیٹل ترقی کے سفر میں ایک تاریخی پیش رفت کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، جس سے نہ صرف ٹیلی کمیونیکیشن کی صنعت کو سہولت میسر آئے گی بلکہ ملک کی معاشی اور سماجی ترقی میں بھی خاطر خواہ کردار ادا ہوگا۔

اسپیکٹرم کی اہمیت اور پاکستان کی موجودہ صورتحال

وفاقی وزیر نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان میں ٹیلی کام کمپنیوں کے لیے دستیاب اسپیکٹرم انتہائی محدود ہے۔ موجودہ حالات میں ملک میں صرف 274 میگا ہرٹز اسپیکٹرم کے ذریعے خدمات فراہم کی جا رہی ہیں، جو 24 کروڑ آبادی والے پاکستان کے لیے کافی نہیں۔ انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ بنگلہ دیش، جس کی آبادی پاکستان سے تقریباً دو تہائی ہے، 600 میگا ہرٹز اسپیکٹرم فراہم کرتا ہے۔

اسپیکٹرم ریڈیو فریکوئنسیز کی وہ حدود ہیں جن کے ذریعے موبائل فون، انٹرنیٹ، ٹی وی اور ریڈیو کے وائرلیس سگنلز منتقل ہوتے ہیں۔ 3.جی، 4.جی اور 5.جی جیسے موبائل نیٹ ورکس مخصوص فریکوئنسی بینڈز پر ڈیٹا منتقل کرتے ہیں۔ اسپیکٹرم کی محدود دستیابی کی وجہ سے پاکستان میں انٹرنیٹ کی رفتار دیگر جنوبی ایشیائی ممالک کے مقابلے میں کم ہے اور نئی ٹیکنالوجیز کے نفاذ میں تاخیر ہوئی ہے۔

جنوبی ایشیا میں 5.جی کی صورتحال

جنوبی ایشیا میں پہلے ہی کئی ممالک نے 5.جی سروس متعارف کروادی ہے۔ بنگلہ دیش، بھارت، بھوٹان، مالدیپ اور سری لنکا میں صارفین اب تیز رفتار موبائل انٹرنیٹ کے فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ تاہم پاکستان، نیپال اور افغانستان ابھی اس جدید سروس سے محروم ہیں۔ 5.جی کی تعارف نہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف صارفین کو سست انٹرنیٹ کا سامنا ہے بلکہ صنعتی اور معاشی شعبے بھی عالمی معیار کے مطابق ترقی نہیں کر پا رہے۔

نیلامی کی منظوری اور اس کے اثرات

گزشتہ ہفتے اکنامک کوآرڈینیشن کمیٹی (ECC) کے اجلاس میں 600 میگا ہرٹز اسپیکٹرم کی نیلامی کے عمل کی دو ماہ کے اندر منظوری دی گئی تھی۔ وفاقی وزیر کے مطابق یہ نیلامی نہ صرف موجودہ 3.جی اور 4.جی سروسز کو بہتر بنائے گی بلکہ پاکستان میں پہلی بار 5.جی متعارف کرانے میں بھی مدد دے گی۔

انہوں نے کہا کہ کئی برسوں سے بڑی اسپیکٹرم نیلامی نہ ہونے کے باعث پاکستان میں دستیاب اسپیکٹرم خطے میں سب سے کم ہے۔ یہ نیلامی ملکی ٹیلی کام کمپنیوں کے لیے ایک نیا موقع فراہم کرے گی کہ وہ صارفین کو تیز رفتار اور مستحکم انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کریں۔

600 میگا ہرٹز کا کردار اور ملکی ترقی

شزا فاطمہ نے واضح کیا کہ انٹرنیٹ اب صرف ایک سہولت نہیں بلکہ ایک بنیادی ڈھانچہ بن چکا ہے۔ ان کے بقول، انٹرنیٹ سماجی شعبے کی ترقی، بڑے پیمانے کی معاشی پالیسیوں اور قومی و ذاتی سلامتی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

انہوں نے کہا:

>600" میگا ہرٹز کی اس سطح کی کنیکٹیویٹی کے بغیر آگے بڑھنا ممکن نہیں۔ انٹرنیٹ اور کنیکٹیویٹی کو ایک مؤثر ذریعہ سمجھنا ضروری ہے جو ملک کی معاشی صلاحیت کو اجاگر کرے گا اور روزگار کے مواقع پیدا کرے گا۔"

ڈیجیٹل نیشن پاکستان ایکٹ 2025 کے تحت بھی حکومتی ڈیجیٹائزیشن کی کوششوں میں انٹرنیٹ کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس قانون کا مقصد ملک میں ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کو مضبوط کرنا اور تمام شہریوں کو معیاری انٹرنیٹ سہولت فراہم کرنا ہے۔

قانونی اور تکنیکی چیلنجز

پاکستان میں 5.جی اسپیکٹرم نیلامی کے عمل میں کچھ قانونی اور تکنیکی رکاوٹیں بھی تھیں۔ نومبر میں اس نیلامی کے لیے کنسلٹنٹ نے حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کی تھی، لیکن پی ٹی سی ایل اور ٹیلی نار کے انضمام اور 2600 میگا ہرٹز بینڈ سے متعلق قانونی کارروائیوں کی وجہ سے یہ عمل تعطل کا شکار رہا۔

تاہم وفاقی وزیر نے یقین دلایا کہ اب تمام قانونی رکاوٹیں دور کر دی گئی ہیں اور نیلامی کا عمل شفاف اور منظم طریقے سے ہوگا۔ اس اقدام سے سرمایہ کاری میں اضافہ اور ٹیلی کمیونیکیشن سیکٹر میں مسابقت کو فروغ ملے گا۔

5.جی اسپیکٹرم کے بڑے بینڈز

امریکی کنسلٹنسی فرم نیشنل اکنامک ریسرچ ایسوسی ایٹس کی رپورٹ کے مطابق پاکستان چھ بڑے بینڈز 700، 1800، 2100، 2300، 2600 اور 3500 میگا ہرٹز میں مجموعی طور پر 606 میگا ہرٹز نیا اسپیکٹرم فراہم کر رہا ہے۔ رپورٹ میں 2600 میگا ہرٹز بینڈ کو 5.جی کے لیے سب سے موزوں قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ بینڈ نہ صرف زیادہ ڈیٹا ٹرانسمیشن کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ جدید موبائل نیٹ ورکس کے لیے بہترین فریکوئنسی بھی فراہم کرتا ہے۔

یہ بینڈز 5.جی کے لیے جدید انٹرنیٹ کنیکٹیویٹی، کم لیٹنسی اور زیادہ بینڈ وڈتھ فراہم کریں گے، جس سے نہ صرف شہری صارفین بلکہ تجارتی اور صنعتی شعبے بھی فائدہ اٹھا سکیں گے۔

معاشی اور سماجی فوائد

600 میگا ہرٹز اسپیکٹرم کی نیلامی کے بعد پاکستان میں متعدد شعبوں میں مثبت تبدیلیاں متوقع ہیں:

.1 **تیز رفتار انٹرنیٹ:** صارفین اب ڈاؤن لوڈنگ، ویڈیو سٹریمنگ، اور آن لائن گیمنگ میں بہتر تجربہ حاصل کریں گے۔

.2 **صنعتی ترقی:** 5.جی نیٹ ورک کی دستیابی سے آئی ٹی، ای کامرس اور ڈیجیٹل سروسز کی صنعت کو فروغ ملے گا۔

.3 روزگار کے مواقع:** ڈیجیٹل انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری سے نئی ملازمتیں پیدا ہوں گی اور نوجوان طبقہ ٹیکنالوجی میں تربیت حاصل کرے گا۔

.4 **تعلیمی ترقی:** تعلیمی ادارے آن لائن کلاسز اور ورچوئل لرننگ پلیٹ فارمز کے ذریعے معیار تعلیم بہتر بنا سکیں گے۔

.5 **قومی سلامتی:** جدید ڈیجیٹل نیٹ ورکز قومی سلامتی اور سرکاری سروسز کی مؤثر نگرانی میں مدد فراہم کریں گے۔

وفاقی وزیر نے زور دیا کہ انٹرنیٹ اب ملک کی ترقی کے لیے "سڑکوں کی طرح" اہم بنیادی ڈھانچہ بن چکا ہے۔ اس ڈھانچے کی مضبوطی اور تیز رفتار انٹرنیٹ کا فروغ ملک کی عالمی مسابقت کو بھی بہتر بنائے گا۔

عالمی تناظر میں پاکستان کی پوزیشن

پاکستان میں 5.جی نیٹ ورک کے آغاز کے بعد ملک کی پوزیشن جنوبی ایشیا میں مضبوط ہوگی۔ موجودہ وقت میں بھارت، بنگلہ دیش اور سری لنکا 5.جی خدمات فراہم کر رہے ہیں، اور پاکستان کی اس سروس میں شمولیت ملک کی ڈیجیٹل ترقی کے سفر میں ایک نیا باب کھولے گی۔

عالمی سطح پر بھی تیز رفتار انٹرنیٹ اور جدید ٹیلی کام انفراسٹرکچر سرمایہ کاروں کو راغب کرتا ہے، جس سے معیشت کو مستحکم کرنے اور بیرونی سرمایہ کاری میں اضافہ کرنے کے مواقع پیدا ہوں گے۔

پاکستان کی ٹیلی کمیونیکیشن انڈسٹری 600 میگا ہرٹز اسپیکٹرم کی نیلامی کے ذریعے ایک نئے دور میں داخل ہونے جا رہی ہے۔ یہ اقدام نہ صرف 3.جی اور 4.جی سروسز کو بہتر بنائے گا بلکہ ملک میں پہلی بار 5.جی سروس کے آغاز کے امکانات کو بھی حقیقت میں تبدیل کرے گا۔

وفاقی وزیر شزا فاطمہ خواجہ کے مطابق انٹرنیٹ اور کنیکٹیویٹی ملک کی معاشی ترقی، سماجی بہتری اور قومی سلامتی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لیے 5.جی اور اسپیکٹرم کی دستیابی کو فروغ دینا نہ صرف ایک تکنیکی ضرورت ہے بلکہ ملک کے مجموعی ترقیاتی ایجنڈے کا بھی لازمی حصہ ہے۔

پاکستان کے لیے اب وقت ہے کہ وہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز میں عالمی معیار کے مطابق ترقی کرے اور اپنے شہریوں کو جدید، تیز رفتار اور مستحکم انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کرے۔ 600 میگا ہرٹز اسپیکٹرم کی نیلامی اس سمت میں ایک تاریخی اور اہم قدم ثابت ہوگی، جو ملک کی معاشی اور سماجی ترقی کے نئے امکانات کے دروازے کھولے گی۔

خصوصی رپورٹ

گیس سیکٹر کے گردشی قرضے پر قابو پانے کے لیے حکومتی اقدامات

گیس نرخ برقرار، پیٹرولیم سیکٹر سے متبادل مالی نظم ونسق

حکومتِ پاکستان نے گیس سیکٹر میں تین ہزار ارب روپے سے زائد کے گردشی قرضے پر قابو پانے کے لیے ایک جامع اور متوازن حکمتِ عملی اختیار کی ہے، جس کے تحت اوگرا کی جانب سے طے کردہ گیس نرخوں میں اضافے کے بجائے متبادل ذرائع سے مالی نظم ونسق کو بہتر بنانے پر توجہ دی جا رہی ہے۔ اس پالیسی کا مقصد عوام کو براہِ راست گیس قیمتوں میں اضافے کے اثرات سے محفوظ رکھتے ہوئے توانائی کے شعبے میں مالی استحکام کو یقینی بنانا ہے۔

رپورٹ کے مطابق منگل کو قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے پیٹرولیم کا اجلاس رکن قومی اسمبلی سید محمد مصطفیٰ کی زیرِ صدارت منعقد ہوا، جس میں وزیرِ پیٹرولیم علی پرویز ملک نے گیس اور پیٹرولیم سیکٹر سے متعلق حکومتی پالیسیوں پر تفصیلی بریفنگ دی۔

وزیرِ اعظم کی ہدایات: گیس نرخ برقرار رکھنے کا فیصلہ

اجلاس میں وزیرِ پیٹرولیم علی پرویز ملک نے بتایا کہ وزیرِ اعظم شہباز شریف کی واضح ہدایات کے مطابق یکم جنوری سے گیس کے نرخوں میں اضافہ نہیں کیا جا رہا۔ یہ فیصلہ عوامی سہولت اور معاشی استحکام کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے تاکہ گھریلو اور صنعتی صارفین پر اضافی مالی بوجھ نہ پڑے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت توانائی کے شعبے میں اصلاحات کو ترجیح دے رہی ہے اور قیمتوں میں اضافے کے بجائے نظام کی بہتری اور آمدن کے متبادل ذرائع پر کام کیا جا رہا ہے۔

گیس سیکٹر کا گردشی قرضہ: موجودہ صورتحال

وزیرِ پیٹرولیم نے قائمہ کمیٹی کو آگاہ کیا کہ گیس سیکٹر میں گردشی قرضہ، لیٹ پیمنٹ سرچارج سمیت، تین ہزار ارب روپے سے تجاوز کر چکا ہے۔ حکومت اس مسئلے کے حل کے لیے مربوط اقدامات کر رہی ہے تاکہ مستقبل میں گردشی قرضے کے مزید اضافے کو روکا جا سکے۔

انہوں نے بتایا کہ آئی ایم ایف کی شرائط کے تحت گیس گردشی قرضے سے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی گئی ہے، جو کابینہ کمیٹی برائے توانائی کو پیش کی جا چکی ہے۔ اس رپورٹ کی روشنی میں نئے گردشی قرضے کے بہاؤ کو روکنے کے اقدامات کیے گئے ہیں، جو توانائی اصلاحات میں ایک اہم پیش رفت ہے۔

پیٹرولیم لیوی اور مالی نظم ونسق

اجلاس کے دوران پیٹرول اور ڈیزل پر پانچ روپے فی لیٹر پیٹرولیم لیوی میں ممکنہ اضافے سے متعلق سوالات بھی زیرِ بحث آئے۔ وزیرِ پیٹرولیم نے بتایا کہ اس حوالے سے کمیٹی کو علیحدہ اور تفصیلی بریفنگ دی جائے گی تاکہ تمام پہلوؤں پر واضح معلومات فراہم کی جا سکیں۔

انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی کہ پیٹرولیم لیوی کو مختلف قومی ضروریات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جن میں بجلی کے شعبے میں سبسڈی، بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور ریاستی آمدن میں اضافہ شامل ہے۔ حکومت مالی وسائل کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانے کے لیے مسلسل اقدامات کر رہی ہے۔

اوگرا کی سفارشات اور حکومتی پالیسی

نومبر 2025 کے آخری ہفتے میں آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) نے مالی سال 2025-26 کے لیے دونوں گیس کمپنیوں کی آمدنی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے گیس کی قیمت میں تقریباً سات فیصد تک اضافے کا تعین کیا تھا، جو 118 روپے فی یونٹ تک بنتا ہے۔ قانون کے مطابق حکومت کو 40 دن کے اندر صارفین کے لیے گیس قیمتوں پر فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ تاہم حکومت نے عوامی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ چھ ماہ تک گیس کی قیمتیں برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس دوران اصلاحاتی اقدامات پر توجہ مرکوز کی جا رہی ہے۔

ایل این جی، عالمی منڈی اور بین الاقوامی تعاون

وزیرِ پیٹرولیم نے کمیٹی کو بتایا کہ حکومت زائد ایل این جی کارگو کے مؤثر استعمال کے لیے عالمی منڈی کا رخ کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ قطر کے ساتھ کامیاب مذاکرات کے بعد اضافی ایل این جی کی عالمی منڈی میں فروخت کے لیے باہمی طور پر قابلِ قبول انتظام طے پا گیا ہے۔ یہ اقدام نہ صرف مالی نظم ونسق کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہوگا بلکہ توانائی کے وسائل کے مؤثر استعمال کو بھی یقینی بنائے گا۔ حکومت بین الاقوامی شراکت داری کے ذریعے توانائی کے شعبے میں پائیدار حل تلاش کر رہی ہے۔

پارلیمانی نگرانی اور بریفنگ کا تسلسل

قائمہ کمیٹی کے اراکین نے گیس سیکٹر کی صورتحال پر سوالات اٹھائے، جن کے جواب میں وزیرِ پیٹرولیم نے یقین دہانی کرائی کہ تمام پالیسی اقدامات سے متعلق کمیٹی کو بروقت اور تفصیلی بریفنگ دی جاتی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمانی نگرانی حکومتی پالیسیوں کا اہم حصہ ہے اور شفافیت کے ساتھ تمام امور پر اراکین کو اعتماد میں لیا جائے گا۔

سوئی گیس کمپنیوں کی آپریشنل بہتری

اجلاس میں سوئی ناردرن گیس پائپ لائنز لمیٹڈ (ایس این جی پی ایل) اور سوئی سدرن گیس کمپنی (ایس ایس جی سی) کے سربراہان نے آپریشنل بہتری سے متعلق اعداد و شمار پیش کیے۔ ایس این جی پی ایل کے مینیجنگ ڈائریکٹر عامر طفیل نے بتایا کہ کمپنی غیر حساب شدہ گیس نقصانات کو نو فیصد سے کم کر کے پانچ فیصد تک لانے میں کامیاب رہی ہے۔ اسی طرح ایس ایس جی سی کے مطابق اس کے نقصانات 17 فیصد سے کم ہو کر 10 فیصد رہ گئے ہیں۔ بلوچستان میں گیس نقصانات کے حوالے سے بھی کمیٹی کو آگاہ کیا گیا اور اس ضمن میں نگرانی کے نظام کو مزید مؤثر بنانے کے اقدامات جاری ہیں۔

نگرانی کا جدید نظام اور ٹیکنالوجی کا استعمال

وزیرِ پیٹرولیم نے بتایا کہ گیس چوری اور نقصانات کی روک تھام کے لیے ملک بھر میں فیڈر ٹو فیڈر مانیٹرنگ سسٹم نافذ کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نیٹ ورک کے آخری سروں پر ٹاؤن بارڈر اسٹیشنز نصب کیے گئے ہیں، جو دباؤ میں کمی کی صورت میں خودکار الرٹس جاری کرتے ہیں۔ ان جدید ٹیکنالوجی پر مبنی اقدامات سے حقیقی وقت میں نگرانی ممکن ہوئی ہے اور سروس ڈیلیوری میں نمایاں بہتری آئی ہے۔

گھریلو صارفین کو بہتر گیس فراہمی

حکام کے مطابق موجودہ موسمِ سرما میں گھریلو صارفین کو گیس کی بہتر فراہمی یقینی بنائی جا رہی ہے۔ ایس این جی پی ایل نے بتایا کہ نومبر میں گزشتہ سال کے مقابلے میں یومیہ 61 ملین مکعب فٹ اضافی گیس فراہم کی گئی، جو دسمبر میں بڑھ کر یومیہ 95 ملین مکعب فٹ ہو گئی۔

وزیرِ پیٹرولیم کے مطابق اس وقت کسی بھی گھریلو گیس فیلڈ کی فراہمی محدود نہیں، جبکہ بجلی کے شعبے کو اس کی اشاریاتی طلب سے زیادہ گیس فراہم کی جا رہی ہے تاکہ توانائی کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔

ادارہ جاتی استعداد میں اضافہ

وزیر نے مزید بتایا کہ حکومت ڈائریکٹوریٹ جنرل آف پیٹرولیم کنسیشنز کی استعداد بڑھانے کے لیے عالمی بینک کے ساتھ تعاون کر رہی ہے۔ اس اقدام کا مقصد ادارہ جاتی صلاحیت کو بہتر بنانا اور توانائی کے شعبے میں جدید عالمی معیار کے مطابق کام کرنا ہے۔ حکومت کی جانب سے گیس نرخ برقرار رکھتے ہوئے متبادل مالی اقدامات، اصلاحات، ٹیکنالوجی کے استعمال اور بین الاقوامی تعاون کے ذریعے گیس سیکٹر کے گردشی قرضے پر قابو پانے کی حکمتِ عملی ایک جامع اور مربوط پالیسی کی عکاس ہے۔

وزیراعلیٰ سندھ نے ریلوے منصوبوں کیلئے 6.6 ارب دینے کی منظوری دے دی

سندھ کی 67 فیصد آبادی ریلوے کے نئے منصوبے سے مستفید ہوگی، سندھ حکومت 6 جدید ٹرین خریدنے پر غور کر رہی ہے

سندھ میں 858 کلومیٹر طویل ریلوے نیٹ ورک کو جدید بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے، مراد علی شاہ کی وفاقی وزیر ریلوے سے گفتگو

وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے ریلوے منصوبوں کے لیے 6.6 ارب دینے کی منظوری دے دی۔ وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ سے وفاقی وزیر ریلوے حنیف عباسی نے ملاقات کی۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے مراد علی شاہ نے کہا کہ وفاقی حکومت کے ساتھ سندھ کے عوام کے لیے ریلوے کے جدید منصوبے شروع کر رہے ہیں۔ سندھ کی 67 فیصد آبادی ریلوے کے نئے منصوبے سے مستفید ہوگی۔ سندھ حکومت 6 جدید ٹرین خریدنے پر غور کر رہی ہے۔ حنیف عباسی نے کہا کہ روہڑی اسٹیشن پر عالمی معیار کی تزئین و آرائش کے لیے 1 ارب روپے مختص کیے، وزارت ریلوے 6 جدید ٹرینوں کی سندھ حکومت کو تمام تفصیلات دے گی۔ انہوں نے کہا کہ وفاق اور سندھ حکومت کا یہ اشتراک پاکستان ریلوے کی تاریخ کا نیا باب ہوگا، سندھ کو ریلوے کا ایسا نظام دیں گے جو ماحول دوست ہوگا اور معاشی ترقی بھی ہوگی، سندھ حکومت کو ہر ممکن تکنیکی تعاون اور رائٹ آف وے فراہم کریں گے۔ مراد علی شاہ نے کہا کہ مقصد سندھ کے دور دراز علاقوں کو جدید اور سستی سفری سہولیات سے جوڑنا ہے، ریلوے کا منصوبہ سڑکوں پر ٹریفک کا دباؤ کم کرے گا، ریلوے کے اس 858 کلومیٹر طویل نیٹ ورک کی بحالی کے لیے فنڈنگ پر غور کریں گے۔ پی پی حکومت انسانی جانوں کے تحفظ اور آرام دہ سفر کو اولین ترجیح سمجھتی ہے۔ ترجمان وزیراعلیٰ سندھ نے کہا کہ ریلوے منصوبے میں شراکت داری کرنے پر سندھ حکومت اور وفاق میں اتفاق ہوا ہے، سندھ میں 858 کلومیٹر طویل ریلوے نیٹ ورک کو جدید بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ بغیر پھاٹک والے 100 ریلوے کراسنگ محفوظ بنانے کے لیے 6 ارب روپے رکھنے کی تجویز پر اتفاق ہوا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ کوٹڑی سے دادو، دادو سے لاڑکانہ، حیدرآباد سے میرپور خاص، روہڑی سے جیکب آباد اور حیدرآباد سے بدین سمیت 6 اہم روٹس کی بحالی کا فیصلہ کیا گیا۔

کچے کے ڈاکوؤں سے اسلحہ لے کر انہیں اس کی رقم دینے کی پیشکش

جو ڈاکو سرنڈر نہیں کرتے تو سختی کیساتھ ان سے نمٹا جائے گا، آئی جی سندھ کی تنبیہ

آئی جی سندھ جاوید عالم اوڈھو نے کچے میں ڈاکوؤں کو بڑی پیشکش دیتے ہوئے کہا سرنڈر کرنے والے ڈاکوؤں سے اسلحہ لیکر انہیں اس کی رقم دیں گے۔ تفصیلات کے مطابق انسپکٹر جنرل (آئی جی) سندھ جاوید عالم اوڈھو نے خصوصی گفتگو گفتگو کرتے ہوئے کچے کے علاقے میں ڈاکوؤں کے خلاف بڑے آپریشن اور اہم حکمت عملی کے حوالے سے بتایا۔ انہوں نے واضح کیا کہ پولیس اب کچے میں انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن کے ذریعے جرائم پیشہ عناصر کا قلع قمع کرے گی۔ آئی جی سندھ نے ڈاکوؤں کو دوٹوک پیغام دیتے ہوئے کہا کہ ڈاکو سرنڈر کرتے ہیں تو ان کی جان بچ جائیگی اور سرنڈر کرنے والے ڈاکو عدالتوں سے ریلیف لے سکتے ہیں۔ جاوید عالم اوڈھو نے پیشکش کی کہ سرنڈر کرنے والے ڈاکوؤں سے اسلحہ لیکر انہیں اس کی رقم دیں گے اور خبردار کیا کہ جو ڈاکو سرنڈر نہیں کرتے تو سختی کیساتھ ان سے نمٹا جائے گا۔ انھوں نے ماضی قریب میں پولیس کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے بتایا کہ ڈاکوؤں نے ایک مسافر بس کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی جسے پولیس نے ناکام بنایا اور تمام مغویوں کو بحفاظت بازیاب کرا کر ڈاکوں کو شکست دی۔ آئی جی سندھ نے بتایا اس بار آپریشن میں پنجاب پولیس سے بھی مدد لی جائے گی اور دونوں صوبوں کی پولیس مل کر کچے کے دشوار گزار علاقوں میں ڈاکوں کے ٹھکانوں کا خاتمہ کرے گی، ہماری پوری کوشش ہے کہ کچے کا ناسور ہمیشہ کے لیے ختم ہو اور امن و امان بحال ہو۔

ترکی کی جامعہ اور آئی سی سی بی ایس جامعہ کراچی کے درمیان مفاہمتی یادداشت پر دستخط

مقصد تعلیمی، تحقیقی، ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے، دستخط جامعہ کراچی میں ایک عالمی کانفرنس میں ہوئے

ترکی کی کونیا ٹیکنیکل یونیورسٹی نے جامعہ کراچی کے بین الاقوامی مرکز برائے کیمیائی وحیاتیاتی علوم (آئی سی سی بی ایس) کے ساتھ ایک مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے ہیں جس کا مقصد دونوں اداروں کے درمیان مشترکہ تعلیمی، تدریسی، تحقیقی اور ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے۔ یہ معاہدہ آئی سی سی بی ایس، جامعہ کراچی میں منعقد ہونے والی پانچویں پاک ترک بین الاقوامی کانفرنس برائے کیمیکل سائنسز کے دوران ایک تقریب میں باضابطہ طور پر طے پایا۔ مفاہمتی یادداشت پر آئی سی سی بی ایس کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد رضا شاہ اور کونیا ٹیکنیکل یونیورسٹی کے وائس ریکٹر پروفیسر ڈاکٹر حسین دیوسی نے اپنے اپنے اداروں کی جانب سے دستخط کیے۔ اس تقریب میں بڑی تعداد میں ترک اور پاکستانی اسکالرز اور حکام نے شرکت کی۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد رضا شاہ نے اس معاہدے کو تعلیمی، تدریسی، تحقیقی اور ثقافتی تعاون کے فروغ کے حوالے سے ایک اہم سنگِ میل قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور ترکی کے درمیان گہرے تاریخی اور ثقافتی تعلقات موجود ہیں جنہیں بالخصوص تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں مزید مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آئی سی سی بی ایس، جامعہ کراچی، پاکستان کے کیمیکل، بایولوجیکل اور بایو کیمیکل علوم کے نمایاں امتیازی مراکز میں شمار ہوتا ہے اور مختلف ممالک کے محققین کی تربیت کے لیے ایک بین الاقوامی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ واضح رہے کہ کونیا ٹیکنیکل یونیورسٹی ترکی کا ایک ممتاز سرکاری اعلیٰ تعلیمی ادارہ ہے جس کا مشن اخلاقی اقدار سے وابستہ، باصلاحیت اور کاروباری صلاحیتوں کے حامل افراد کی تیاری، علم، ڈیزائن اور ٹیکنالوجی کی تخلیق میں قیادت اور علاقائی، قومی اور عالمی سطح پر معاشرے کی بہتری کے لیے علم اور تجربے کا فروغ ہے۔ مفاہمتی یادداشت کے تحت تعاون کے دائرہ کار میں ماسٹرز اور پی ایچ ڈی سطح پر مشترکہ اور دوہری ڈگری پروگرامز، اساتذہ، طلبہ اور عملے کے قلیل اور طویل مدتی تبادلے، پیشہ ورانہ ترقی کے لیے اسٹاف ٹریننگ، تعلیمی مواد اور وسائل کی تیاری و تبادلہ، ماسٹرز اور ڈاکٹریٹ کے طلبہ اور ان کے انٹرن شپس کے لیے مشترکہ سپروائزری، علمی تجربات اور معلومات کا تبادلہ، سیمینارز، کانفرنسز، سمپوزیمز اور راؤنڈ ٹیبلز جیسی مشترکہ علمی سرگرمیوں کا انعقاد، اور مشترکہ تحقیقی منصوبوں پر عمل درآمد شامل ہے۔

وزیراعظم کا بلوچستان کو درپیش سیکیورٹی، معاشی اور ترقیاتی چیلنجز سے نمٹنے کیلئے مل کر کام کرنے کا عزم

دہشتگردی کے خاتمے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے، دشمن سکھایا گیا سبق یاد رکھے گا، چیلنجز کے مقابلے کیلئے اسٹیک ہولڈرز کو مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا، شہباز شریف

بلوچستان جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اتحاد و اتفاق کیساتھ بلوچستان کو ترقی کے قومی دھارے میں شامل کیا جا رہا ہے، سیاسی رہنماؤں سے گفتگو

خصوصی رپورٹ

وزیراعظم شہباز شریف نے دہشتگردی کے خاتمے، بلوچستان کی ترقی اور قومی یکجہتی پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ بلوچستان جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے،صوبے کو درپیش سکیورٹی، معاشی اور ترقیاتی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے وفاق اور صوبے کو مل کر آگے بڑھنا ہوگا،افواجِ پاکستان اور سیکیورٹی اداروں کی قربانیوں کے باعث ملک کا دفاع مضبوط ہوا ہے، این ایف سی ایوارڈ، بڑے ترقیاتی منصوبوں، دانش اسکولز اور زرعی اصلاحات کے ذریعے مل بیٹھ کر اتحاد و اتفاق کیساتھ بلوچستان کو ترقی کے قومی دھارے میں شامل کیا جا رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے کوئٹہ میں سیاسی رہنماؤں سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر گورنر بلوچستان شیخ جعفرخان مندوخیل، وزیراعلیٰ میر سرفراز احمد بگٹی، اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق، نائب وزیراعظم اسحاق ڈار، ڈپٹی چیئرمین سینیٹ سیدال خان ناصر، وفاقی وزراء احسن اقبال، عبدالعلیم خان، وزیراعظم کے مشیر رانا ثناء اللہ، بلوچستان اسمبلی میں قائد حزب اختلاف میر یونس عزیز زہری، بلوچستان کے صوبائی وزراء میر سلیم کھوسہ، میر شعیب نوشیروانی، میر ظہور احمد بلیدی، صوبائی مشیر نوابزادہ زرین مگسی، ارکان اسمبلی، سیاسی جماعتوں کے قائدین رکن قومی اسمبلی مولانا عبدالواسع، سابق وزیراعلیٰ ڈاکٹر مالک بلوچ، سینیٹر عبدالقادر و دیگر بھی موجود تھے۔ وزیراعظم شہباز شریف نے وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی، صوبائی کابینہ کے ارکان اور سیاسی قیادت کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے جغرافیائی لحاظ سے سب سے بڑے صوبے میں تمام تر مشکلات اور چیلنجز کے باوجود موجودہ صوبائی حکومت بلوچستان کے عوام کی خدمت میں مصروف عمل ہے، جو خوش آئند امر ہے۔انہوں نے کہا کہ خیبر پختونخوا کی طرح بلوچستان بھی دہشتگردی سے شدید متاثر ہوا ہے، تاہم دہشتگردی کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے افواجِ پاکستان کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ وزیراعظم نے کہا کہ افواجِ پاکستان، پولیس، ایف سی، رینجرز، لیویز اور عام شہریوں کی قربانیاں تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی۔انہوں نے کہا کہ فتنہ الخوارج کے خلاف جنگ جاری ہے اور بدقسمتی سے بعض ہمسایہ ممالک کی جانب سے دہشتگردوں کو معاونت دی جا رہی ہے جو انتہائی افسوسناک بات ہے، تاہم حکومت اور افواج پاکستان کا عزم پختہ ہے کہ دہشتگردی کے مکمل خاتمے تک چین سے نہیں بیٹھا جائے گا۔ وزیراعظم نے کہا کہ فیلڈ مارشل سید عاصم منیر اور افواجِ پاکستان دلجمعی اور پروفیشلزم کے ساتھ دہشتگردی کے خلاف جنگ کی قیادت کر رہے ہیں جس طرح 6 مئی 2025 کو بھارت کے خلاف جنگ میں پاکستان کی موثر قیادت کی اور دشمن کو سبق سکھایا وہ تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔وزیراعظم شہباز شریف نے این ایف سی ایوارڈ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ 2010 میں این ایف سی ایوارڈ کے وقت بلوچستان کے وزیراعلیٰ نواب محمد اسلم رئیسانی تھے، این ایف سی پر ہمارے کئی نشستیں ہوئیں اور اس دور میں نواز شریف، آصف علی زرداری اور اس وقت کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی اور تمام وزرائے اعلیٰ کے باہمی تعاون سے صوبوں کے درمیان وسائل کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان پاکستان کا ایک بڑا علاقہ ہے اور اس وقت وزیراعلیٰ بلوچستان کا مطالبہ جائزہ تھا اور زیادہ فاصلے کی وجہ سے وسائل زیادہ استعمال ہونے تھے اور اس سلسلے میں پنجاب نے اپنے حصے میں سے سالانہ 11 ارب روپے بلوچستان کو دیے، جس پر انہیں دلی خوشی ہے، اور یہ این ایف سی ایوارڈ گزشتہ 16 برس سے نافذ العمل ہے۔نئے این ایف سی ایوارڈز کیلئے کمیٹیاں کام کر رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ جب بات بھائیوں اور خاندان کی ہو تو پھر حصوں پر نہیں بلکہ مل بیٹھ کر فیصلے کیے جاتے ہیں، اسی اتحاد اور اتفاق کے ساتھ وفاق کو مضبوط بنانے کے ساتھ صوبوں کے درمیان فاصلوں کو ختم کرنا ہوگا۔ وزیراعظم نے کوئٹہ کراچی شاہراہ کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے، کوئٹہ کراچی شاہراہ بہترین سڑک ہوگی جہاں ٹریفک حادثات میں کمی واقع ہوگی، یہ بھائی چارے اور قومی یکجہتی کی مثال ہے۔وزیراعظم نے کہا کہ بلوچستان میں ایک ہی وقت میں پانچ دانش اسکولز قائم کیے جا رہے ہیں، جہاں قلعہ سیف اللہ سے تربت تک غریب اور وسائل سے محروم گھرانوں کے بچے اور بچیاں معیاری تعلیم حاصل کریں گے اور مستقبل میں ملک کا نام روشن کریں گے۔انہوں نے کہا کہ ترقی اور خوشحالی کے سفر کو مل کر آگے بڑھانا ہے اور مشاورت کے ذریعے تمام چیلنجز کا حل تلاش کیا جائے گا۔اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ نواز شریف نے ہمیشہ بلوچستان کی ترقی و خوشحالی میں بھرپور دلچسپی لی ہے اور وفاق صوبے کے ساتھ مل کر ترقی و خوشحالی کے سفر کو آگے لیکر جائے گا۔انہوں نے مزید کہا کہ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ زرعی ٹیوب ویلوں کی سولر پر منتقلی خوش اسلوبی کے ساتھ مکمل ہوا۔انہوں نے کہا کہ سال 2022ء میں سیلاب سے بلوچستان میں تباہی ہوئی تو وفاقی حکومت نے ورلڈ بینک سے 400 ملین ڈالرز کے فنڈز حاصل کیے، جو صوبے کی بحالی پر خرچ کیے جا رہے ہیں۔ وزیراعظم نے کہا کہ چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے تمام اسٹیک ہولڈرز کو مل بیٹھ کر مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا۔

ادائیگیوں کو سہل بنانے کے لیے کیش لیس پالیسی پر اہم پیشرفت

مالی ادائیگیاں کیش لیس سسٹم پر منتقلی کی طرف گامزن، 43

خدمات کے لئے مالی ادائیگیوں کا نظام ڈیجیٹل پے منٹ پر منتقل

صوبے میں عوامی خدمات سے جڑے مختلف مالی امور کو شفاف اور ادائیگیوں کو سہل بنانے کے لئے کیش لیس پالیسی پر اہم پیشرفت کے تحت 43 خدمات کو ڈیجیٹل پے منٹ سسٹم پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ ان سروسز میں میوٹیشن، فرد، موٹر وہیکل رجسٹریشن، موٹر وہیکل ٹوکن ٹیکس، یونیورسٹی داخلہ فیس اور مختلف تعلیمی بورڈ کی فیسوں کی ادائیگیاں شامل ہیں۔ کیش لیس سروس ڈیلوری کے اقدامات پر پیشرفت کا جائزہ چیف سیکرٹری خیبر پختونخوا شہاب علی شاہ کی زیرِ صدارت منعقدہ اجلاس میں لیا گیا۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ مختلف محکموں میں ڈیجیٹل ادائیگیوں کا نظام متعارف کرا دیا گیا ہے۔ خیبر پختونخوا انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ مرحلہ وار 170 سروسز کو کیش لیس بنا رہا ہے۔ ابتک 43 سروسز کو کیش لیس بنایا گیا ہے۔ جبکہ جنوری کے آخر تک مزید 23 خدمات کو بھی کیش لیس سسٹم پر منتقل کیا جائے گا۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ اکتوبر 2025 سے 650,280 ملازمین اور 132,130 پنشنرز کی تنخواہیں ڈیجیٹل سسٹم پر ادا کی جا رہی ہیں۔ حکومت خیبر پختونخوا کے خود مختار اداروں/اتھارٹیز کو بھی کیش لیس بنانے پر کام جاری ہے جو دسمبر 2026 تک مکمل ہو جائے گا۔ چیف سیکرٹری شہاب علی شاہ نے کہا ہے کہ کیش لیس سروس ڈیلوری سے گڈ گورننس، اقتصادی ترقی اور مالی شفافیت کو فروغ ملے گا۔ انہوں نے حکام کو ٹائم لائن کے مطابق پیشرفت یقینی بنانے کی ہدایت کی۔ اجلاس میں متعلقہ انتظامی سیکریٹریز اور آئی ٹی بورڈ کے حکام شریک ہوئے۔

پشاور میں الیکٹرک رکشے چلانے کے منصوبے پر غور

الیکٹرک رکشوں کا منصوبہ پشاور کے ٹرانسپورٹ نظام میں ایک انقلابی قدم ثابت ہوسکتا ہے، سیکرٹری ٹرانسپورٹ

وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کی ہدایات پر صوبائی دارالحکومت پشاور میں جدید، ماحول دوست اور پائیدار ٹرانسپورٹ نظام کے فروغ کے لئے 10 ہزار الیکٹرک رکشوں (E-Rickshaws) کے تعارف سے متعلق ایک اہم اجلاس منعقد ہوا، جس کی صدارت سیکرٹری ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ ڈیپارٹمنٹ خیبر پختونخوا نے کی۔ اجلاس میں ڈائریکٹر جنرل سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی، مینجنگ ڈائریکٹر خیبر پختونخوا اربن موبیلٹی اتھارٹی، چیف ایگزیکٹو آفیسر ٹرانس پشاور اور بینک آف خیبر کے اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ اجلاس میں پشاور شہر میں الیکٹرک رکشوں کے مرحلہ وار تعارف، مالی معاونت، تکنیکی پہلوؤں، آپریشنل فریم ورک، روزگار کے مواقع اور ماحولیاتی اثرات پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سیکرٹری ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ نے کہا کہ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کا وژن ہے کہ صوبے میں جدید، کم لاگت اور ماحول دوست سفری سہولیات فراہم کی جائیں، تاکہ نہ صرف شہریوں کو بہتر آمد و رفت میسر آ سکے بلکہ فضائی آلودگی میں نمایاں کمی بھی لائی جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ الیکٹرک رکشوں کا منصوبہ پشاور کے ٹرانسپورٹ نظام میں ایک انقلابی قدم ثابت ہو سکتا ہے، جو پائیدار ترقی اور گرین ٹرانسپورٹ کے صوبائی اہداف سے ہم آہنگ ہے۔ سیکرٹری ٹرانسپورٹ نے مزید کہا کہ پشاور میں روزانہ لاکھوں شہری سفری سہولیات استعمال کرتے ہیں، جہاں ایندھن سے چلنے والی گاڑیوں کے باعث فضائی آلودگی، شور اور ایندھن کے اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

الیکٹرک رکشوں کے تعارف سے نہ صرف ایندھن پر انحصار کم ہوگا بلکہ غریب اور متوسط طبقے کے لیے سفری اخراجات میں بھی نمایاں کمی آئے گی۔ اجلاس میں بریفنگ دیتے ہوئے ڈی جی سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی نے بتایا کہ الیکٹرک رکشوں کے لیے جدید بیٹری ٹیکنالوجی، اسمارٹ مانیٹرنگ سسٹمز اور ڈیجیٹل رجسٹریشن کا نظام متعارف کرایا جائے گا، تاکہ گاڑیوں کی کارکردگی، چارجنگ اسٹیشنز اور روٹ آپریشنز کو مؤثر انداز میں مانیٹر کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ اس منصوبے میں جدید آئی ٹی سلوشنز شامل کر کے شفافیت اور کارکردگی کو یقینی بنایا جائے گا۔ مینجنگ ڈائریکٹر کے پی اربن موبیلٹی اتھارٹی نے اجلاس کو آگاہ کیا کہ الیکٹرک رکشوں کو شہری ٹرانسپورٹ کے مجموعی نظام سے مربوط کیا جائے گا، تاکہ بس ریپڈ ٹرانزٹ (بی آر ٹی) اور دیگر سفری ذرائع کے ساتھ مربوط نیٹ ورک تشکیل دیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ اس منصوبے سے پشاور میں "لاسٹ مائل کنیکٹیوٹی" کے مسئلے کو حل کرنے میں مدد کے ساتھ شہریوں کو گھر سے اپنی منزل تک بہتر سفری سہولت فراہم ہو سکے گی۔ سی ای او ٹرانس پشاور نے اجلاس میں بتایا کہ الیکٹرک رکشوں کو بی آر ٹی روٹس اور فیڈر سروسز کے ساتھ ہم آہنگ کر کے شہری ٹریفک کے دباؤ کو کم کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹرانس پشاور اس منصوبے میں تکنیکی معاونت، روٹ پلاننگ اور آپریشنل مینجمنٹ میں کلیدی کردار ادا کرے گا۔ سیکرٹری ٹرانسپورٹ نے اجلاس کے اختتام پر کہا کہ یہ منصوبہ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کے عوام دوست اور ماحول دوست اقدامات کا تسلسل ہے، جس کا مقصد شہریوں کو بہتر سفری سہولیات فراہم کرنا، روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنا اور صوبے کو گرین انرجی کی جانب گامزن کرنا ہے۔ انہوں نے تمام متعلقہ اداروں کو ہدایت کی کہ وہ باہمی تعاون سے منصوبے کو جلد از جلد عملی شکل دینے کے لیے واضح لائحہ عمل تیار کریں۔

خیبر پختونخوا حکومت کی طرف سے جاری کم از کم اجرت کا نوٹیفکیشن کئی ماہ گزرنے کے باوجود نافذ العمل نہ ہوسکا

خیبر پختونخوا حکومت کی طرف سے جاری شدہ کم از کم اجرت کا نوٹیفکیشن کئی ماہ گذرنے کے باوجود تا حال صوبے کے ماتحت ٹی ایم ایز میں نافذ العمل نہیں ہو سکا جس سے غریب ملازمین کم از کم اجرت چالیس ہزار ماہانہ سے محروم ہیں۔ پاکستان ورکرز فیڈریشن کے مرکزی صدر اور لوکل گورنمنٹ ایمپلائز فیڈریشن خیبر پختونخوا کے چیف پیٹرن و معروف لیبر لیڈر شوکت علی انجم نے بتایا ہے کہ بلدیاتی ملازمین کی قیادت لوکل گورنمنٹ ایمپلائز فیڈریشن کے پلیٹ فارم سے صوبائی حکومت، محکمہ فنانس اور لوکل کونسل بورڈ خیبر پختونخوا سے رابطے میں ہے، لوکل کونسل بورڈ کی طرف سے بلدیاتی اداروں کے سربراہان کو مینیمم ویج چالیس ہزار ماہانہ کے اجرا کے باقاعدہ نوٹیفکیشن کے بعد بلدیاتی ملازمین کو مینیمم ویج چالیس ہزار ماہانہ مل سکے گا جس کے لیے ملازمین کی قیادت پوری طرح کوشاں ہے مگر اس وقت سنگین مسئلہ یہ بنا ہوا ہے کہ صوبے کی 28 کے لگ بھگ ٹی ایم ایز مالی بحران سے گزر رہی ہیں جن کے ملازمین کو تین تین ماہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لیے بھی پیسے نہیں اور یہ وہ پوائنٹ ہے جس پر لوکل کونسل بورڈ پہلے مالی بحران کا شکار ٹی ایم ایز کو مالی گرانٹ وغیرہ سے بہتر بنانے کی پوزیشن میں ہے کیونکہ جب چالیس ہزار ماہانہ مینیمم ویج کا نوٹیفکیشن ہوگا تو ہر ٹی ایم اے کو یہ کم از کم اجرت اپنے ملازمین کو دینے کی پابند ہوگی لیکن۔ مالی بحران کی وجہ سے صورتحال مشکل بنی ہوئی ہے۔

پنجاب حکومت پراپرٹی اونرشپ ایکٹ میں ترمیم پر رضامند

نئی مجوزہ ترامیم میں ریٹائرڈ سیشن ججز پر مشتمل ٹربیونل ختم کر کے حاضر سروس ایڈیشنل سیشن ججز کو بطور ٹربیونل مقرر کرنے کی خدمات لی جائینگی

قبضے سے متعلق ضلعی کمیٹیوں کو درخواستیں بھیجنے کا اختیار سول جج کو دیا جائے گا، کمیٹی براہ راست زیرالتوا کیسز پر فیصلہ نہیں کر سکے گی؛ ذرائع

پنجاب حکومت عدالتی اختیارات کی واپسی کے لیے پراپرٹی اونرشپ ایکٹ میں ترمیم لانے کے لیے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے ایک قدم پیچھے ہٹنے پر تیار ہوگئی۔ نجی ٹی وی نے باوثوق ذرائع کے حوالے سے کہا ہے کہ نئی مجوزہ ترامیم میں ریٹائرڈ سیشن ججز پر مشتمل ٹربیونل ختم کر کے حاضر سروس ایڈیشنل سیشن ججز کو بطور ٹربیونل مقرر کرنے کی خدمات لی جائیں گی، قبضے سے متعلق ضلعی کمیٹیوں کو درخواستیں بھیجنے کا اختیار سول جج کو دیا جائے گا، کمیٹی براہ راست زیرالتوا کیسز پر فیصلہ نہیں کر سکے گی۔ ذرائع کے مطابق لاہور ہائیکورٹ نے پنجاب پراپرٹی اونرشپ آرڈیننس کے خلاف آنے والی درجنوں درخواستوں کے بعد اس پر حکم امتناع جاری کر دیا تھا، پنجاب حکومت نے معاملے کو حل کرنے کے لئے اعلیٰ سطح پر قانونی کمیٹی تشکیل دے دی تھی جس نے عدلیہ اور وکلا کے اعتراضات کے مطابق قانون میں ترامیم تیار کر لی ہیں۔ پنجاب حکومت کے ایک اعلیٰ سطح کے ذریعے نے بتایا ہے کہ مجوزہ ترامیم کے مطابق پراپرٹی اونر شپ ایکٹ کے تحت درخواست سنے جانے کا فیصلہ سول جج کرے گا، اس ترمیم کے بعد ایسے کیسز جو پہلے ہی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور ان میں درخواست گزاروں نے ناجائز قبضہ کیے جانے کو درخواست کا حصہ بنایا ہے ایسی درخواستوں کو ضلعی کمیٹیوں کے پاس بھیجنے کا اختیار سول جج کے پاس ہوگا، یعنی درخواست براہ راست انتظامی کمیٹی کو نہیں دی جا سکے گی۔ اس سے قبل کمیٹی کے کنوینر کو درخواست دائر کر کے سول عدالت کو کیس کمیٹی کو واپس بھیجنے کا کہا گیا تھا جب کہ نئی ترمیم کے مطابق دونوں میں سے ایک فریق خود سول عدالت میں کیس کمیٹی کے پاس بھیجنے کی درخواست کرے گا جس کے بعد سول جج کے پاس اختیار ہوگا کہ وہ کیس کو کمیٹی کے پاس بھیجے گا یا نہیں۔ اس کے علاوہ حکومت ٹربیونلز کے لئے حاضر سروس ایڈیشنل سیشن ججز کی خدمات لے گی، اس سے پہلے ٹربیونلز کی سربراہی ریٹائرڈ ججز کو دی گئی تھی، ریٹائرڈ سیشن ججز پر مشتمل ٹربیونل کو ختم کر دیا جائے گا، جب کہ ٹربیونل کے عبوری حکم کے خلاف ہائیکورٹ سے رجوع کیا جا سکے گا، اس سے پہلے قانون میں ہائیکورٹ کو یہ اختیار نہیں دیا گیا تھا۔ ذرائع کے مطابق اس اعلیٰ سطح کی قانونی کمیٹی کی سربراہی ایڈووکیٹ جنرل پنجاب امجد پرویز کر رہے ہیں، کمیٹی میں سیکرٹری قانون پنجاب سمیت دیگر ماہرین اقدامات کر رہے ہیں، نئی مجوزہ ترامیم میں جوڈیشل ریویو شامل کر کے پنجاب حکومت اپنے موقف سے پیچھے ہٹ گئی ہے۔ ذرائع کے مطابق نئی ترامیم میں عدلیہ اور وکلا تنظیموں کو بھی آن بورڈ لیا جا رہا ہے، ان ترامیم کی تمام فریقین کی منظوری کے بعد عدلیہ اور حکومت کے مابین کشمکش کا تاثر ختم ہو جائے گا، ترمیمی مسودے کو جلد حتمی شکل دیکر پراپرٹی اونرشپ ایکٹ میں ترمیم کی جائیں گی۔

زرعی برآمدی اہداف حاصل کرنا ہیں تو فی ایکڑ زرعی لاگت کو کم کرنے پر سنجیدگی سے نظر ثانی کرنا ہوگی، احمد جواد

نیشنل لاجسٹک سیل زرعی برآمدات کو وسطی ایشا ممالک میں بڑھانے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے، چیف آرگنائزر بزنس فورم

پاکستان بزنس فورم نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ زرعی اور باغبانی برآمدات کو فروغ دینے کے لیے فوری اور مؤثر ساختی اصلاحات کرے، بصورت دیگر پاکستان عالمی منڈیوں میں اپنی مسابقتی حیثیت مزید کھو سکتا ہے۔ وزیراعظم شہباز شریف نے بھی زرعی برآمدات میں کمی پر تشویش کا اظہار کیا۔ میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے پی بی ایف کے چیف آرگنائزر چوہدری احمد جواد نے کہا کہ بار بار آنے والے سیلاب، موسمیاتی تبدیلیوں اور مالی دبا کے باعث کسان اور برآمد کنندگان شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ ایسے حالات میں پی بی ایف حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فنانس بل 2024 کے تحت نافذ کیے گئے نارمل ٹیکس رجیم کو کم از کم دو سال کے لیے، یعنی 2028 تک مؤخر کیا جائے۔ اس عبوری مدت کے دوران برآمدی رقوم پر ایک فیصد ودہولڈنگ ٹیکس کو فل اینڈ فائنل ٹیکس کے طور پر بحال کیا جائے تا کہ برآمدی شعبے کو یقین، نقدی اور فوری ریلیف مل سکے۔ فورم نے زرعی ٹیوب ویلز کے لیے بجلی کے نرخوں کو کمی لانے پر بھی سفارش کی۔ پی بی ایف کے مطابق بجلی کی بلند قیمتوں نے پیداواری لاگت میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے، جس سے کسانوں کی منافع بخش صلاحیت متاثر ہوئی اور پیداوار کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ آبپاشی کے لیے سستی توانائی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے اور برآمدات پر مبنی زراعت کے تسلسل کے لیے ناگزیر ہے۔ زرعی پیداوار اور فصلوں کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے احمد جواد نے وفاقی حکومت پر زور دیا کہ وہ فیڈرل سیڈ اتھارٹی کو ہدایت دے کہ زیرالتوا نئی بیج اقسام کی منظوری کے عمل کو فوری طور پر تیز کیا جائے۔ بیجوں کی منظوری میں تاخیر جدت، پیداوار میں اضافے اور عالمی معیار پر پورا اترنے کی پاکستان کی صلاحیت کو شدید نقصان پہنچا رہی ہے۔ چاول کی برآمدات کے حوالے سے پی بی ایف نے نشاندہی کی کہ عالمی منڈیوں میں بھارتی چاول سے مقابلے کے لیے لاجسٹک اخراجات کم کرنا ناگزیر ہے۔ اس ضمن میں کارگو ٹرینوں کے استعمال کو فروغ دے کر اندرون ملک فریٹ لاگت کم کی جائے۔ فورم نے کم از کم برآمدی قیمت کے نظام کو مستقل طور پر ختم کرنے اور پاکستان کے اعلیٰ معیار کے باسمتی چاول کو اس کی قدرتی خصوصیات جیسے دانے کی لمبائی، خوشبو اور پکانے کے بہترین معیار کی بنیاد پر فروغ دینے کی سفارش کی۔ اس کے ساتھ کوالٹی کنٹرول، گریڈنگ اور ٹریس ایبلٹی نظام نافذ کیے جائیں جبکہ چھوٹے اور درمیانے برآمد کنندگان کے لیے بغیر کسی کم از کم حد کے مسابقتی شرح پر برآمدی فنانسنگ فراہم کی جائے۔ کینو اور آم کی برآمدات کے فروغ کے لیے پی بی ایف نے ایران کو برآمدات یا بارٹر ٹریڈ کی اجازت دینے کی سفارش کی ہے۔ تجارت پاکستانی روپے میں کی جائے اور ایرانی وزارت تجارت کے ساتھ مل کر ادائیگیوں، لاجسٹکس اور مارکیٹ رسائی کے لیے باضابطہ طریقہ کار وضع کیا جائے۔ اسی طرح وسطی ایشیائی ریاستوں تک رسائی کے لیے این ایل سی کے ریفر کنٹینرز کو مسابقتی کرایوں پر استعمال کرتے ہوئے کینو اور آم کی برآمدات بڑھائی جا سکتی ہے۔ فورم نے پنجاب کے پوٹھوہار خطے خصوصا چکوال میں زیتون کی کاشت میں نمایاں اضافے کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ بدقسمتی سے پاکستان میں زیتون کا تیل نکالنے کی مناسب سہولیات موجود نہیں اور ملک اب تک انٹرنیشنل اولیو کونسل کا رکن بھی نہیں ہے۔ پی بی ایف نے مطالبہ کیا کہ حکومت پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت چکوال میں کم از کم دو جدید زیتون آئل ایکسٹریکشن پلانٹس لگانے میں سہولت فراہم کرے تا کہ ویلیو ایڈیشن، ضیاع میں کمی اور زیتون کے تیل کی برآمدات کو فروغ دیا جا سکے۔ آلو کی برآمدات کو بھی ایک بڑا موقع قرار دیتے ہوئے پی بی ایف نے وسطی ایشیائی ممالک اور روس کے لیے ایک منظم اور مستقل برآمدی فریم ورک قائم کرنے کی سفارش کی۔ ایک قابلِ پیش گوئی نظام کسانوں کو ہر سال آلو کی کاشت بڑھانے کی ترغیب دے گا اور یقینی برآمدی طلب کے ذریعے قیمتوں میں استحکام پیدا کرے گا۔ زرعی لاگت میں اضافے کے مسئلے پر پی بی ایف نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ کھاد ساز اداروں کو ڈی اے پی کی مقامی پیداوار یا اس کے مؤثر متبادل غذائی حل متعارف کرانے کا پابند بنائے۔ درآمدی ڈی اے پی پر انحصار کم کرنا قیمتوں میں کمی اور بروقت دستیابی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ پاکستان بزنس فورم نے اس بات پر بھی زور دیا کہ اگر زرعی برآمدی اہداف حاصل کرنا ہیں تو زرعی شعبے میں کاروبار کرنے کی مجموعی لاگت کی کمی پر سنجیدگی سے نظر ثانی کرنا ہوگی۔

لوکل باڈیز رپورٹرز ایسوسی ایشن کے زیراہتمام جرنلسٹ کنونشن

وزیراعظم کے کوآرڈینیٹر برائے یوتھ افیئر ز سندھ ڈاکٹر فہد شفیق، امتیاز فاران، عارف ہاشمی، خالد آرائیں، کامران زہری مزدور رہنما عبدالمتین، مشتاق بلوچ ودیگر کا خطاب

لبرا کے سرپرست شہزاد چغتائی، چیرمین ندیم صدیقی، صدر تنویر سید، جنرل سکریڑی عمران علی شاہ، سکریٹری اطلاعات رضوان جلالی ودیگر ممبران کنونشن کے دوران مسلسل متحرک رہے

رپورٹ: نشید آفاقی

وزیراعظم کے کوآرڈینیٹر برائے یوتھ افیئر ز سندھ ڈاکٹر فہد شفیق نے کہا ہے کہ صحافی ملک وقوم کی نظریں اور کان ہیں، ان کے مسائل کے حل کے بغیر شفاف اور ذمہ دارانہ صحافت کا فروغ ممکن نہیں۔" انہوں نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ صحافیوں کے تحفظ اور ان کے پیشہ ورانہ معیار کو بہتر بنانے کے لیے مربوط پالیسی پر فوری عملدرآمد ضروری ہے ہم صحافیوں کو ہر ممکن سہولتیں دلوائیں گے انہوں نے کہا کہ پرائم منسٹر ڈیجیٹل یوتھ ہب ہے یہ اپلیکیشن اے آئی بیسڈ ہے آئی او ایس اور اینڈرائڈ دونوں پر یہ اپلیکیشن موجود ہے اس کو ڈاؤن لوڈ کریں اور اپنے لیے سہولتوں کو تلاش کریں ان خیالات کا اظہار انہوں نے لوکل باڈیز رپورٹرز ایسوسی ایشن کے جرنلسٹ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ اس اپلیکیشن کے ذریعے آپ اپنے لیے سہولتوں کو تلاش کریں ہم لیپ ٹاپ بھی دے رہے ہیں 75 لاکھ روپے تک کا قرضہ دیا جارہا ہے اور انٹرن شپ کی سہولت بھی فراہم کررہے ہیں انہوں نے کہا کہ ایمپلائمنٹ کمیٹی تشکیل دی جارہی ہے جس کے ذریعے نیشنلی اور انٹرنیشنلی ایمپلائمنٹ جنریٹ ہوگی انہوں نے کہا کہ ہم یوتھ ٹریننگ بھی کراتے ہیں انہوں نے مزید کہا کہ اتنی ساری سہولت کی چیزیں ہیں کہ آپ وہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے انہوں نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ لبرا کی پوری ٹیم ہمارے پاس آئے ہم ان کو پریزنٹیشن دیں گے میں چاہتا ہوں کہ اس اچھے پروگرام کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھایا جائے قبل ازیں لبرا کے صدر تنویر سید نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ لوکل باڈیز رپورٹرز ایسوسی ایشن کے تحت اب تک متعدد کامیاب پروگرام منعقد ہوچکے ہیں سب سے اہم پروگرام مزار قائد پر حاضری کا تھا جس میں 30 سے زائد ممبران نے شرکت کی انہوں نے کہا کہ ہم نے بڑی کوششوں کے بعد وہاں حاضری کی اجازت لی تھی ہمارے پلیٹ فارم پر سینئر صحافی موجود ہیں مگر جب بڑی تعداد میں ہمارے ممبران ہوجائیں گے تو ہم ان کی اسکروٹنی بھی کریں گے ہم نے ان سب سے فارم بھی بھروائے ہیں لہٰذا اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ ہمارے پلیٹ فارم پر کوئی غیر صحافی موجود ہو انہوں نے کہا کہ صحافت کی آڑ میں کرائم کرنے والوں کی ہم ہمیشہ سے مذمت کرتے آئے ہیں صاف ستھری صحافت کا فروغ ہمارا عزم ہے اسی لیے جوق درجوق صحافی ہمارے ممبر بن رہے ہیں اس پلیٹ فارم کا مقصد صحافیوں کی فلاح و بہبود ہے انشاءاللہ اس حوالے سے مختلف منصوبوں پر عمل درآمد کیا جائے گا، لبرا کے سرپرست اعلیٰ شہزاد چغتائی نے کہا کہ یہ اجتماع صرف تقریریں کرنے کے لیے نہیں بلکہ عملی اقدامات کا نقطہ آغاز ہے۔ سینئر صحافی فیصل راجپوت نے اپنے خطاب میں بتایا کہ جب میں دل کے عارضے میں مبتلا اسپتال میں داخل ہوا تو میرے دل کے آپریشن کے وقت میرے ساتھ ہمدردی اور میری ڈھارس کے لیے (LBRA) اسپتال میں موجود رہی، اس میں کوئی شک نہیں کہ لوکل باڈیز رپورٹرز ایسوسی ایشن واقعی صحافیوں کی ہمدرد اور نمائندہ جماعت ہے۔ کنونشن کے شرکاء نے مطالبہ کیا کہ صحافیوں کے لیے جامع تحفظ کا قانون فوری طور پر نافذ کیا جائے، پیشہ ورانہ تربیت کے مواقع بڑھائے جائیں، اور میڈیا مالکان کو صحافیوں کے معاشی حقوق دینے پر آمادہ کیا جائے۔ کراچی کے بلدیاتی مسائل پر خصوصی مکالمے میں شہر کی ٹرانسپورٹ، پانی، صفائی اور بنیادی ڈھانچے کی بحالی میں میڈیا کے کردار پر تبادلہ خیال کیا گیا کنونشن میں بڑی تعداد میں صحافیوں اور الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی کنونشن کا نظم وضبط مثالی رہا اور بنیادی طور پر لبرا کے کنونشن کو کامیاب ترین کنونشن قرار دیا جاسکتا ہے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے سینئر صحافی امتیاز خان فاران نے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم جہاں کراچی پر تنقید کرتے ہیں کراچی کے اداروں پر تنقید کرتے ہیں وہیں کراچی کا اچھا چہرہ بھی ہمیں دکھانا چاہیے انہوں نے کہا کہ کراچی میں ملک کی اہم ترین شخصیات رہتی ہیں جیسے آپ ڈاکٹر ادیب رضوی کو ہائی لائٹ کریں آپ انڈس ہاسپٹل کو ہائی لائٹ کریں ایس آئی یو ٹی کو ہائی لائٹ کریں جاوید میاداد کو ہائی لائٹ کریں کراچی کا اچھا چہرہ دکھائیں یہی نہیں ہے کہ کراچی میں صرف سڑکوں پر گڑھے پڑے ہوئے ہیں سڑکیں تباہ ہیں بلکہ یہاں اچھے لوگ بھی موجود ہیں جو اچھا کام کررہے ہیں انہوں نے کہا کہ صحافی کا بھی احتساب ہونا چاہیے اور یہ بہت ضروری ہے انہوں نے کہا کہ صحافیوں کا فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سپورٹ کریں اور جب بھی آپ کا کوئی ساتھی صحافی مشکل کا شکار ہو تو اس کے ساتھ کھڑے ہوں اس کی بھرپور حمایت کریں اسی طریقے سے جس طرح سے ہم اسلم شاہ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور آج اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ان کی ضمانت ہوگئی ہے اور یہ ہمارے لیے ایک ٹیسٹ کیس کی حیثیت رکھتا ہے انشاءاللہ تعالی آئندہ اس قسم کی صورتحال سے نمٹنے کے لیے صحافی پوری طرح سے تیار ہیں اور جو افسران بدعنوانی میں ملوث ہیں اور وہ صحافیوں کو خبر لگانے سے روکنا چاہتے ہیں ہم ان کے خلاف گھیرا تنگ کریں گے اور مثبت صحافت کو فروغ دیں گے انہوں نے کہا کہ ہم مالکان کی حمایت میں بھی مظاہرے کرتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان اداروں میں ہزاروں لوگ کام کرتے ہیں اسی وجہ سے ہم صحافیوں کے روزگار کو تحفظ دینے کے لیے مالکان کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کے لیے ا مظاہرے کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ مادر پدر آزاد صحافت کی ہرگز بھی اجازت نہیں ہونی چاہیے انہوں نے کہا کہ جب بھی مجھے موقع ملتا ہے تو میں ہر یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے جو بھی یوٹیوب پر کام کررہے ہیں ان چینلز کو سبسکرائب کریں تاکہ وہ جلد از جلد مونوٹائز ہوں اور ان کے لیے آمدنی کے ذرائع پیدا ہوں انہوں نے کہا کہ بنیادی طور پر حالات وواقعات کی روشنی میں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ صحافی خود ہی اپنے لیے روزگار کے اسباب پیدا کریں اور اس کے لیے سوشل میڈیا سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہوسکتا اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ جب ہم ایک دوسرے کا ساتھ دیں ایک دوسرے کے کام کو آگے بڑھائیں جب تک ہم ایک دوسرے کو سپورٹ نہیں کریں گے اسوقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا ہے۔

چینل 5 کے سی ای او خالد آرائیں نے کہا کہ رکاوٹیں تو ہر کام میں آتی ہیں اسی طرح صحافت کے میدان میں بھی رکاوٹیں آرہی ہیں لیکن ہم اپنے اتحاد کے ذریعے ان رکاوٹوں کو دور کریں گے اور تمام معاملات کو حل کریں گے انہوں نے کہا کہ میٹرو ون چینل نے نرسری کا کردار ادا کیا وہاں سے صحافیوں نے بہت ساری چیزیں سیکھ کر بڑے اداروں میں کام کرنا شروع کیا اور آج وہ مشہور صحافی بن چکے ہیں انہوں نے کہا کہ ٹی وی چینل میں فرعون بیٹھے ہیں مگر اس کے باوجود لوگوں کا کام بولتا ہے جو لوگ کام اچھا کرتے ہیں ان کو کام کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا انہوں نے کہا کہ لوکل باڈیز کی رپورٹنگ کرنے والے بنیادی کام کر رہے ہیں یہ سب سے اہم صحافت ہے انہوں نے کہا گلی محلے کی خبریں بنانا دراصل صحافت کی شہہ رگ ہے انہوں نے صحافیوں سے کہا کہ وہ اپنا کام جاری رکھیں اپنا اتحاد برقرار رکھیں اور مثبت صحافت کو فروخت دیں اس موقع پر چینل فائیو کے بیورو چیف کامران زہری نے بھی خطاب کیا کنونشن میں لبرا کے صدر تنویر سید کے ساتھ ساتھ سرپرست اعلی سینئر صحافی شہزاد چغتائی اور سینئر صحافی اور لبرا کے چیئرمین ندیم صدیقی جنرل سیکرٹری عمران علی شاہ بھی بھرپور انداز میں سرگم نظر آئے اسی کے ساتھ سیکرٹری اطلاعات رضوان جلالی بھی متحرک رہے۔

اس موقع پر سابق ڈی جی کے ڈی نوید انور، کے ڈی اے لیبر یونین یونٹ کے چیف سید عمران جعفری، محمد عبدالمعروف، پیپلز لیبر بیورو کے جنرل سیکریٹری محمد اشرف، سمیت دیگر مزدور رہنما عمر شاہ، عبدالمتین بھی موجود تھے، کنونشن میں سینئر صحافی وملک کے معروف دستاویزی فلم ساز ادارے "دی امیجز پاکستان پروڈکشن" کے سی ای او شہزاد علی شاہ، چینل فائیو کے کامران زہری، سندھ اسمبلی رپورٹرز ایسوسی ایشن کے صدر عارف ہاشمی، سینئر صحافی جہانگیر سید، سانول شیخ، میٹرو نیوز چینل کے امیر حیدر چانڈیو، تحسین عباسی، عدنان غوری، اسلم خان، محمودالحسن، اسداللہ صدیقی، تحسین کمال، اعجاز لودھی، فاضل، محمد اشتیاق، عدیل احمد، محمد نعیم بیگ، ملک منور، فرحان ہاشمی، اسد ملک، محمد ناصر، فوٹو جرنلسٹ ابوالحسن، محمد جنید، وقار چوہان، جبکہ لوکل باڈیز رپورٹرز ایسوسی ایشن کے تمام اراکین و عہدیداران نے بھی کنونشن کے اجتماع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

رپورٹ: بشیر سدوزئی

ادبی تنظیم ''اُدب دوست'' کے زیرِ اہتمام عبداللہ گرلز کالج میں مشاعرہ

کراچی کو اگر محض عمارتوں کا جنگل اور آبادی کا سیلاب سمجھ لیا جائے تو یہ اس شہر کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ یہ شہر روزِ اول سے زبان و ادب، فہم و فکر اور تخلیق کا وہ زندہ استعارہ رہا ہے جہاں سیاست کی گرد کے ساتھ ساتھ لفظوں کے چراغ بھی جلتے ہیں۔ یہاں آرٹس کونسل آف پاکستان جیسے معتبر ادارے ہیں، فنونِ لطیفہ کی جامعات موجود ہیں، اور سب سے بڑھ کر وہ خاموش مگر مسلسل کوششیں ہیں جو ادب کو زندگی سے جوڑے رکھتی ہیں۔ انہی کوششوں میں ایک معتبر نام گل افشاں اور شاہ فہد کی ادبی تنظیم ''ادب دوست'' کا ہے۔

ادب دوست برسوں سے کراچی میں ادب، شعور اور فکری تربیت کی روایت کو بغیر کسی شور شرابے کے روشن رکھے ہوئے ہے۔ بالخصوص تعلیمی اداروں میں نوجوانوں کو حرف کی حرمت، شاعری کے ذوق اور اظہار کی ذمہ داری سے آشنا کرنا اس تنظیم کا نمایاں وصف ہے۔ یہ سہل گراں قدر دبستان کراچی کی ادبی فضا میں ایک منفرد مثال بن چکا ہے، جہاں ادب محض مشغلہ نہیں بلکہ تربیتِ ذہن کا وسیلہ بنتا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک اہم اور بامعنی کڑی عبداللہ گرلز کالج میں منعقد ہونے والا مشاعرہ تھا، جو محض ایک ادبی تقریب نہیں بلکہ نسلِ نو اور شعر کے درمیان ایک مضبوط رشتہ قائم کرنے کی کوشش تھی۔ اس مشاعرے کی صدارت پاکستان کے معروف مزاحیہ شاعر خالد عرفان اور نامور استاد و کراچی کی منفرد شاعرہ پروفیسر رضیہ سبحان نے کی، جب کہ نظامت کے فرائض ڈاکٹر فیاض احمد شاہین نے نہایت سلیقے سے انجام دیے، جو خود بھی ترنم کے بہترین شاعر ہیں۔

مشاعرے کا آغاز کالج کی سالِ اوّل کی طالبہ دعا کی پرسوز نعتِ مقبول سے ہوا، جس نے فضا کو روحانی وقار عطا کیا۔ اس کے بعد سامیہ ناز کو پہلی شاعرہ کے طور پر مدعو کیا گیا۔ پھر ہما اعظمیٰ نے اپنا کلام پیش کیا۔ پروفیسر شائستہ سحر کو جب دعوتِ سخن دی گئی تو انہوں نے دھیمے لہجے میں یہ احتجاج ریکارڈ کرایا کہ شاعری کی دنیا میں ان کی پہچان میں کچھ کوتاہی ہوئی ہے، کیوں کہ وہ اس رتبے سے سینئر شاعرہ ہیں۔ تاہم اس احتجاج کے باوجود انہوں نے کلام سنایا اور بھرپور داد سمیٹی۔

ہدایت ساحر نئے طرزِ تکلم کے ساتھ کراچی کے ادبی منچ پر نمودار ہو رہے ہیں۔ ان کے ایک شعر پر خالد معین نے برجستہ ایک جملہ کہا ہدایت ساحر نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو ''اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی'' کے مصداق، دوستوں کے طنزیہ نشتر سامنے تھے۔ خالد معین نے صورتِ حال سنبھالتے ہوئے کہا:

''جاری رکھو، نوجوانوں کی ضرورت ہے۔''

ہدایت ساحر نے اپنا طرز جاری رکھا اور ترنم سے کلام پڑھا اور حاضرین سے داد وصول کی۔

پروفیسر رضوانہ زائد صدیقی کے بعد مشاعرے کی آرگنائزر اور نسائی لب و لہجے کی منفرد شاعرہ گل افشاں نے کلام سنایا۔ گل افشاں اپنی منفرد اور عوامی شاعری کے باعث نوجوانوں میں تیزی سے مقبول ہو رہی ہیں۔ آج بھی طالبات نے انہیں توجہ سے سنا اور ایک ایک شعر پر داد دی۔ ڈاکٹر افتخار ملک نے بھی اپنا کلام پیش کیا۔ طالبات کی جانب سے شعر کو سمجھ کر دی جانے والی داد اس بات کا واضح ثبوت تھی کہ ادب دوست کی محنت رنگ لا رہی ہے۔

مہمانِ خصوصی ڈاکٹر افتخار ملک ایڈووکیٹ نے کلام پیش کرنے سے قبل نہایت معنی خیز بات کہی کہ:

''ہم مشاعرے کی روایت لے کر کالج جا رہے ہیں، اسی باعث آج بچوں اور شاعری کے درمیان رشتہ قائم ہو چکا ہے۔''

مختلف کالجوں میں مشاعروں کا انعقاد اور نوجوانوں کی باخبر داد اس بات کا اعلان ہے کہ شعر اب محض اسٹیج تک محدود نہیں رہا بلکہ طالب علموں کے دلوں میں اتر رہا ہے۔

''ہم آپ کے لیے آئے ہیں، اور آپ ہمارے لیے'' افتخار ملک کا یہ جملہ دراصل اسی ادبی رشتے کا اعتراف تھا جو شعراء اور کراچی کے نونہالوں کے درمیان قائم ہو چکا ہے۔

شہر کے سینئر شاعر و ادیب اور مشاعرے کے مہمان خصوصی خالد معین نے طالبات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اچھے شعر پر داد دینا اور جوش کا اظہار آپ کا حق ہے، مگر تالیاں بجانا مشاعرے کی روایتی صورت نہیں رہی۔ تاہم آپ نئے وقت کی نمائندہ ہیں، اس لیے یہ شوق بھی پورا کریں، مگر ساتھ ساتھ مشاعرے کی روایت اور آداب کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔

خالد معین نے موقع کی مناسبت سے اپنا معروف کلام پیش کر کے بھرپور داد وصول کی۔ اس موقع پر ہمیں جوانی کے وہ دن یاد آ گئے جب 1989ء میں، ایم اے سالِ دوم ابلاغیات کے امتحانات کی تیاری کے دوران، مسلم لیگ کوارٹرز ناظم آباد میں ایس ایم شجاع عباس کے گھر قیام کے دوران، خالد معین نے پہلی بار یہ کلام سنایا تھا۔ آج جب انہوں نے وہی نظم طالبات کے سامنے پڑھی تو کہا:

''میری بچیوں اور اساتذہ کے لیے یہ دعا ہے''

رات آنکھوں میں کاٹنے والو، شاد رہو آباد رہو
بارِ ہجر اٹھانے والو، شاد رہو آباد رہو

کچی عمر میں کل کے دکھوں سے آج الجھنا ٹھیک نہیں
پہلا ساون بھیگنے والو، شاد رہو آباد رہو

اب آئے ہو سارے دیے جب ایک ایک کر کے بجھ بھی گئے
لیکن لوٹ کے آنے والو، شاد رہو آباد رہو

خانہ بدوشی ایک ہنر ہے، رفتہ رفتہ آئے گا
رنجِ مسافت کھینچنے والو، شاد رہو آباد رہو

ایک دریچے سے دو آنکھیں روز صدائیں دیتی ہیں
رات گئے گھر لوٹنے والو، شاد رہو آباد رہو

ہجر زدوں پر خود نہیں کھلتا کس عالم میں رہتے ہیں
حال ہمارا پوچھنے والو، شاد رہو آباد رہو

پروفیسر رضیہ سبحان قریشی، جو اسی کالج کی سابق پرنسپل رہ چکی ہیں، کلام پیش کرنے سے قبل یادوں کے دریچوں میں کھو گئیں۔ جذبات کے بہاؤ میں طویل گفتگو کے بعد جب گل افشاں نے مسکراتے ہوئے یاد دہانی کرائی کہ

''میڈم، کلاس نہیں، مشاعرہ چل رہا ہے''

تو انہوں نے کہا:

''میں جذباتی ہو گئی تھی''

اور پھر یہ شعر پڑھا:

''یہ تو وہی جگہ ہے، گزرے تھے ہم جہاں سے''

چند لمحے توقف کے بعد بولیں:

''یہ میرا میکہ ہے، آدھی سے زیادہ عمر یہاں گزاری ہے۔''

طالبات نے تالیوں کی گونج میں اپنی سابق پرنسپل کو خوش آمدید کہا۔

صدرِ مشاعرہ خالد عرفان نے بھی ماضی کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے کہا کہ اس کالج کی دیواریں ان کے لیے اجنبی نہیں، گرلز کالج بننے سے پہلے یہ بوائز کالج تھا اور وہ خود یہاں طالب علم رہ چکے ہیں۔ یوں یاد، لفظ اور لمحہ ایک ہی اسٹیج پر ہم کلام ہو گئے۔ خالد عرفان کی شاعری نے ہال میں گویا طوفان برپا کر دیا۔ راہداریوں میں کھڑی طالبات بھی ہال میں امڈ آئیں اور ہر مصرع پر داد و شور کا ایسا عالم تھا کہ فضا گونج اٹھی۔ طنز و مزاح کے اس بے تاج بادشاہ نے ایسی یادیں چھوڑیں کہ سامعین مدتوں مسکراتے رہیں گے۔

تقریب کے اختتام پر پرنسپل پروفیسر نصرت شمس ملکانی نے مہمانوں اور منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ کالج اور شعراء کے درمیان یہ خوشگوار تعلق برقرار رکھنے کے لیے سالانہ مشاعرہ منعقد کیا جاتا ہے۔ طالبات کی دلچسپی اس بات کی گواہی تھی کہ اگر خلوص، تسلسل اور مقصد واضح ہو تو ادب آج بھی نئی نسل کے دلوں میں اپنی جگہ بنا سکتا ہے۔

کراچی کی ادبی فضا میں ایسے چراغ کم ہی ہیں، مگر جب جلتے ہیں تو دور تک روشنی دیتے ہیں۔ ادب دوست، گل افشاں، شاہ فہد اور ان کی ٹیم کی یہ کاوش اسی روشن روایت کا تسلسل ہے، خاموش، مگر دیرپا۔ شاعر خورشید احمد جو تاخیر سے پہنچے مشاعرے کا حصہ نہیں بن سکے کہ جب مجلس صدور مشاعرہ پڑھ رہی تھی تو وہ ہال میں داخل ہوئے انتظامیہ اس شیش و پنج میں پھنس گئی کہ اب کیا کیا جائے تاہم مجلس صدور سے فیصلہ آیا کہ مشاعرے کی یہ روایت نہیں کہ اب نئے آنے والے کو مشاعرہ پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ پروفیسر انیس زیدی، پروفیسر رخسانہ ناز عنبرین سمیت بڑی تعداد میں معززین شہر اور اساتذہ نے اس مشاعرے میں خصوصی شرکت کی۔

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

افریقی ملک کینیا کا سفرنامہ۔۔۔دلچسپ تجربات

نیروبی سے ممباسا کا سفر

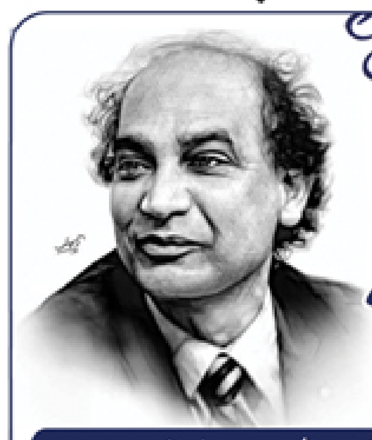

گوئٹے کے دیس میں
سرور غزالی، جرمنی

آخری قسط 3

ممباسا کی کہانی

کینیا کا دوسرا بڑا شہر ممباسا ہے۔ہم لوگ 25 دسمبر کو ممباسا کی طرف چل پڑے تھے۔ بحر ہند کے کنارے واقع ہونے کی وجہ سے ممباسا قدیم زمانے سے ہی ایک تجارتی مرکز رہا ہے۔تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں سن 1300 سے 1513 تک کلوا سلطنت قائم تھی جسے ترکیوں نے 1586 میں فتح کرلیا۔ اور سن 1589 تک یہاں عثمانیہ سلطنت قائم رہی، پھر 1593 میں یہاں پرتگالی سلطنت قائم ہوئی جو 1698 تک قائم رہی 1698 میں عمانیوں نے پرتگالی افواج کو شکست دے کر ممباسا میں واقع قلعہء ▯ عیسائی کو فتح کر لیا اور یوں ان کی یہاں حکومت قائم ہوگئی۔ جو 1698 سے 1728 تک جاری رہی مگر 1728 میں پرتگالی ایک بار پھر یہاں پر قابض ہوگئے اور انہوں نے عمانیوں کو نکال باہر کیا مگر اگلے سال ہی عمانی اس پر پھر قابض ہو گئے۔ ان کی حکومت 1729 سے 1824 تک قائم رہی بالآخر 1824 میں انگریز یہاں قابض ہو گئے اور 1826 تک ان کی حکومت قائم رہی جبکہ 1826 میں زنزیبار سلطنت نے ممباسا کو اپنے قبضے میں لے لیا اور 1887 تک ان کی یہاں حکومت قائم رہی 1887 میں برطانوی راج دوبارہ واپس آگیا اور برطانوی مشرق افریقہ کینیا کے نام سے ان کی حکومت 1963 تک قائم رہی اور 1963 میں کینیا کو آزادی ملی۔ممباسا میں دو حکمراں موانہ مکسی اور صحیح موتیا نے قدیم زمانے میں حکومت قائم تھی اور روایت کے مطابق یہ دونوں قدیم ممباسا کے والی ہیں۔ان کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ بادشاہ یہاں پر 12 خاندان کے اس سلسلے سے تھے جنہیں تینشارہ طائفہ کہتے ہیں جو کے اس شہر کے اصلی باشندے ہیں۔اور اسلامی سلطنت قائم ہونے سے پہلے انہی کی یہاں حکومت تھی۔ مشہور مراکشی سیاح ابن بطوطہ نے ممباسا کا ذکر سواہلی ساحل کا ذکر کے ساتھ اپنی سفرنامے میں یوں کیا ہے کہ یہاں شافعی مسلم آباد ہیں جو قابل بھروسہ اور سیدھے سادھے لوگ ہیں۔اور یہ کہ یہاں اس نے لکڑی سے بنی ایک مسجد دیکھی ہے۔ گو کہ وہ صرف ایک رات ہی ممباسہ میں رکا تھا۔

کینیا کے اسکولوں میں بچوں کو تاریخ کی کتابوں کے مطابق یہ بتایا جاتا ہے کہ ممباسا سن 900 سے قائم ہے۔ممباسا میں ایک قدیم پتھر کی بنی مسجد بھی ہے۔جس کا نام منارہ ہے۔ممباسا کے ساحل پر قدیم زمانے میں تجارتی جہاز لنگر انداز ہوتے تھے اور یہاں سے ہاتھی دانت، ناریل اور تل برآمد کی جاتی تھی۔ ممباسا سے سلطنت چھولا، جنوبی ہندوستان کی تامل سلطنت سے بھی تجارتی روابط کے شواہد ملے ہیں۔اس کے علاوہ ملک فارس سے بھی تجارتی تعلقات استوار تھے۔

جب واسکوڈی گاما ممباسا آیا اور جب اس نے واپس جاکر یہاں کی دولت اور شان وشوکت کا ذکر کیا تو پرتگالی بادشاہ نے اس کے اگلے ہی سال ممباسا پر چڑھائی کردی اور اسپانی سلطنت میں شامل کرلیا۔ یقیناً" اس نے خوب یہاں کی دولت پر لوٹ مار بھی کی ہوگی۔

کینیا ریلوے کی کہانی

برطانوی یوگینڈا ریلوے کی تعمیر سن 1896 تا سن 1901 کے مابین مشہور زمانہ "لاونیٹک ایکسپریس" جو کے درحقیقت وکٹوریا نامی جھیل کو ممباسہ سے ملانے کا، زمانہ کالونیت کا ایک بڑا پروجیکٹ تھا، یہ ایک مشکل ترین معرکہ تھا جس کو سر کرنے کے لیے خود سر انگریز اپنی اس وقت کی دوسری برطانوی کالونی ہندوستان، سے لائے گئے مزدوروں کی مدد لی۔ ہندوستان سے لائے گئے مزدوروں کی نیروبی میں تعیناتی کا یہ ایک بہت اہم واقعہ تھا جس کے دور رس اثرات آنے والے وقتوں میں سامنے آیا۔اور اسے اس وقت کینیا اور یوگنڈا ریلوے یا مشرقی افریقہ ریلوے اور شاید کینیا ریلوے کا نام دیا گیا جس کا مقصد تجارت اور برطانوی کالونی کی حفاظت تھا تاہم موجودہ جدید دور میں چائنا کی مدد سے سن 2017 میں ایک نئی ریلوے کی بنیاد ڈالی گئی جس سے برطانوی دور کے میٹر گیج کے برعکس سٹینڈرڈ گیج ایس جی ار کے لاحقے کے ساتھ اسے نئی ریلوے ایس جی آر کینیا ریلوے کا نام دیا گیا ہے۔

ممباسا میں واقع مسجد سن 1570 میں بنی اب بھی آباد

ریلوے لائن کی بنیاد دور کالونیت میں رکھی گئی اور اسے نیروبی تک تعمیر کیا گیا یہ واقعہ سن 1899 کا تھا جب کہ ایک بڑی تعداد میں ہندوستانی افرادی قوت مزدوروں کو یہاں اس کام کے لیے استعمال میں لایا گیا۔ریلوے لائن کی تعمیر کا کام کچھ آسان نہ تھا اور یہاں کے موسم کی شدت بیماریوں کے حملے کے ساتھ ساتھ آدم خور شیر، ساو کے حملوں میں تقریباً 25 ہزار افراد موت کے گھاٹ اتر گئے۔ یہ ایک عظیم الشان پروجیکٹ ضرور تھا مگر بے شمار انسانی جانوں کی قربانی کے بعد۔

1891 میں ریل کے انتظامات چلانے کے سلسلے میں ہی ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان سے پنجابی سکھ افراد یہاں لائے گئے جنہیں پلیٹ فارموں پر بحیثیت قلی ملازمت کرنی تھی۔ یہ تمام لوگ اپنے بال بچے ملک میں چھوڑ کر یہاں تنہا ائے تھے۔آنے والے وقت میں یہی اقلیت گروپ بے شمار افریقی ملکوں میں پھلتا پھولتا بھی رہا اور مقامی تعصب اور نفرت کا شکار بھی ہوا۔ملک بدری اور فسادات جیسے سنگین جرائم کا شکار رہوا۔اور یوگانڈا میں اس وقت کے صدر ایدی امین نے اسی ہندوستانی اقلیتی گروپس کی جائیدادیں ضبط کرنے کی کوشش کی۔

1924 تا 1948 کے دوران اسے کینیا اور یوگانڈا ریلوے کا ے نام دیا گیا۔جبکہ سن 1948 سے 1978 کے مابین اس سے ایسٹ افریقن ریلوے کا نام دیا گیا۔ برطانوی قدیم زمانے کی میٹر گیج کو خیر باد کہہ کر 2017 میں اسٹینڈر گیج ریلوے کی بنیاد ڈالی گئی جو چین کی مدد سے تیار کی گئی ایک عظیم الشان ریلوے لائن ہے۔اس وقت ممبا سا اور نیروبی کے مابین چلنے والی مدرا کار ایکسپریس 609 کلومیٹر کا فاصلہ ساڑھے پانچ

نیروبی ریلوے اسٹیشن

نیروبی میں حبیب بنک

گھنٹے میں طے کرتی ہے اور بیشتر اوقات اپنی انتہائی رفتار 110 کلومیٹر فی گھنٹے تک چلتی ہے اور یہ ایک خوبصورت آرام دہ ریل ہے جو دوران سفر مکمل ایئر کنڈیشن بھی ہے اور اس میں موجود ڈائننگ کار مسافروں کو خورد ونوش کی سہولیات مہیا کرتی ہے نہ صرف ڈائننگ کار کے اندر بلکہ لوگوں کی نشستوں تک عملہ تندہی سے سنیک و چائے پہنچاتا رہتا ہے۔ ممباسا سے نیروبی کے مابین یہ ٹرین صرف ایک سٹاپ پر رکتی ہے۔ تمام ریلوے اسٹیشن جن پر یہ ٹرین نہیں رکتی وہ بھی جدید سہولیات سے مرصع ہیں۔ نیروبی اور ممباسا کا اسٹیشن وسیع و عریض اور جدید سہولیات اور سیکیورٹی انتظامات سے کسی ایئرپورٹ کا نقشہ پیش کرتا نظر آتا ہے جو نہ صرف بہت جدید سہولیات سے مرصع ہے بلکہ دیکھنے میں بھی ایک عظیم الشان خوبصورت عمارت ہے سیکیورٹی کے سخت انتظامات ہیں سامان کی تین دفعہ سکریننگ کی جاتی ہے ایک مقام پر کتے، سونگھنے کے لیے سامنے لائے جاتے ہیں اور بالکل ایئرپورٹ کی طرح جسمانی تلاشی بھی لی جاتی ہے۔ ٹرین مقررہ وقت سے گو

کہ 20 منٹ بعد کھلی مگر راستے میں اس نے اپنے ہدف کو مکمل کیا اور بالکل وقت پر پانچ گھنٹے 30 منٹ میں منزل مقصود پر پہنچا دیا۔ ڈیزل سے چلنے والا سبک رفتار انجن منزل تک پر لے آیا۔

نیروبی سے ممباسا تک چلنے والی مدراکا ر ٹرین ایک نسبتا" تیز رفتار ریل تھی اور ہم لوگ اس سے پانچ گھنٹے دس منٹ میں ہی ممباسا پہنچ گئے تھے۔ ہم نے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لیا تھا اور یہ سفر کافی آرامدہ تھا برلن میں ہی جب میں واپسی کا ٹکٹ بک کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو مجھے اول تو کوئی ٹرین نہیں مل رہی تھی بعد میں جب میں نے اکنامی کلاس کی بکنگ تلاش کی تو پھر مجھے ایک ٹرین صبح آٹھ بجے والی مل گئی۔ میرے ذہن میں کچھ شکوک وشبہات تو تھے۔ اپنے پہلے سفر میں ہم نے اکنامی کلاس میں جا کر دیکھا بھی نہیں تھا کہ اکنامی کلاس کیسا ہے۔ سنا یہی تھا کہ دونوں کی سہولیات تقریبا" ایک جیسی ہیں لہذا میں بے فکر ہو کر نیروبی کی ٹرین پکڑنے اسٹیشن پہنچ گیا۔ اسٹیشن پر پھر وہی تلاشی، کتوں کے سونگھنے کا چکر، مشین میں سکریننگ اور جامع تلاشی کے مراحل سے گزر کر ہم اوپر ویٹنگ روم میں پہنچ گئے۔ نیروبی ممباسا کے سفر کے دوران اپنے تجربے سے مجھے یہ پتہ چلا کہ، گو کہ یہ ایک طویل و عریض اسٹیشن، بہت بڑا سا پلیٹ فارم وغیرہ بنا دیا گیا ہے لیکن ریلوے کی سہولیات کو بہت زیادہ جدید نہیں کہا جا سکتا کیونکہ موجودہ دور میں بے شمار ملکوں میں ٹرینیں 250 تا 200 کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے دوڑ رہی ہیں۔ ان کے انجن برقی ہیں۔ ایسا میں نے ازبکستان، ترکی جرمنی، مشرقی یورپ جہاں نسبتا" کمزور معاشی نظام کے تحت کم ترقی ہوئی تھی وہاں بھی اس وقت برقی سہولیات سے مرصع انجن موجود ہیں اور رفتار لگ بھگ 200 کلومیٹر فی گھنٹے عام سی بات ہے۔ پولینڈ، چیک ریپبلک وغیرہ میں ایسا ہی ہے۔ اس تناظر میں کینیا کی ریلوے کو، گرچہ کہ انہوں نے بہت عظیم الشان ریلوے اسٹیشن اور پلیٹ فارم بنا لیے ہیں، اتنا زیادہ ترقی یافتہ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ایک سو دس کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار کچھ زیادہ متاثر کن نہیں۔ ایک اور چیز جو مجھے زیادہ کھٹکی وہ یہ کہ یہ سارا گھڑاک انسانوں کو زیادہ سے زیادہ کنٹرول کرنے کے لیے ہی پھیلایا گیا ہے۔ عظیم الشان ریلوے اسٹیشن ویٹنگ روم بنا ہے ضرور، لیکن اس سے تک پہنچنے اور اس سے نکلنے تک آپ کو جن مراحل سے گزارا جاتا ہے اسے میں صرف انسانوں کو کنٹرول کرنا، انہیں قابو کرنا ہی کہوں گا۔ جس میں چین کی مدد بھی شامل رہی ہے۔

جیسا کہ میں نے اوپر لکھا باوجود کوشش کے مجھے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ نہیں ملا تھا اور میں اکنامی کلاس میں جا کر بیٹھ گیا تھا اور شروع میں میں خوش بھی ہوا کہ وہاں پر کافی جگہ تھی لوگ بیٹھ سکتے تھے لیکن ہوا یہ کہ ٹرین چلنے سے قبل رفتہ رفتہ یہ بوگی اس طرح بھر گئی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی اور یہاں بھی وہی پاکستان کی ریلوے کیسی زمانے میں، تھرڈ کلاس کا منظر سامنے آنے لگا۔ میرے ذہن میں پہلے سے یہ بات تھی کہ چلو ٹکٹ جو بھی مل رہا ہے وہ میں خرید لوں واپس ہونا ضروری تھا ہماری آگے کی فلائٹ تھی۔ تو میں شاید ٹرین میں ٹی ٹی سے یہ بات کروں گا کہ وہ مجھے اگر کوئی سیٹ فرسٹ کلاس میں دے دے اور اضافی قیمت لے لے۔ لیکن صورتحال یہ تھی کہ پوری ٹرین میں 14 بوگی تھی۔ ٹرین فرسٹ کلاس میں فی بوگی 72 افراد اور سیکنڈ کلاس میں شاید 144 افراد گائے بکریوں کی طرح ٹھوس دیے گئے تھے۔ خیر جب یہ اعلان ہوا کہ ڈائننگ کار فرسٹ کلاس مسافروں کے لیے کھول دیا گیا ہے تو میں نے سوچا کہ اب یہ کمپارٹمنٹ چھوڑنے کا وقت آچکا ہے۔ میں ایک ریلوے انجینئر کا بیٹا ہوں جس کی ساری زندگی ریل کے ڈبوں میں کھیلتے کودتے گزری ہے بھلا میں کیوں کر ایسے بھیڑ بھاڑ سے ڈبے میں خاموش بیٹھ جاتا۔ میں نے بیگم سے کہا کہ چلو ہم لوگ ڈائننگ کار کی طرف چلتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ ڈائننگ کار میں صرف فرسٹ کلاس کے مسافروں کو اجازت ہے کہ وہ وہاں بیٹھ سکتے ہیں اور سیکنڈ کلاس والوں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن نزدیک ایسی پابندیاں نہ صرف غیر انسانی ہیں بلکہ استحصالی اور ایسی کسی قدغن و پابندی کو میں ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ چنانچہ میں اور بیگم ایک ڈبے سے دوسرے ڈبے تک اور دوسرے سے تیسرے یعنی بوگی نمبر 14 سے بوگی نمبر ایک تک، راستے میں حائل تمام دشواریاں جن میں وہ ٹرالیاں جو مسافروں کو کھانے پہنچا رہی تھیں، عبور کرتے، پھلانگتے آگے بڑھتے رہے، راستے میں مجھے کیٹرنگ کے لوگوں نے روکا انہیں میں نے کہا کہ میں ٹی ٹی سے بات کرنے جا رہا ہوں پھر ایک ٹی ٹی نے روکا میں نے اس کو کہا کہ مجھے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ نہیں ملا مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں ڈائننگ کار کے استعمال کے حق سے بھی محروم کر دیا جاؤں میں صرف ڈائننگ کار میں جانا چاہتا ہوں کھانا کھا کر واپس آجاؤں گا پہلے ٹی ٹی نے مجھ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ ایک ڈیل کر لیں مجھے اس ڈیل کا مطلب خوب اچھی طرح پتہ ہے چونکہ ایسی ڈیلنگ پاکستان ریلوے میں بھی بہت ہوا کرتی تھی۔

ایڈیٹر: نشید آفاقی

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ ستان

PAKISTAN WATCH

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3